

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ

آپ فرمادے کہ اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آگیا۔

قَدِی

مؤلف



حضرت علامہ صاحبزادہ

ابوالخیر محمد زبیر الانہری



رکن الاسلام پبلیکیشنز

آزاد میدان ہیرا آباد، حیدرآباد

کتاب

مؤلف

کاتب

مطبع

ناشر

اشاعت

طباعت

تعداد

قیمت

حق تبی

صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر الازہری
امام الدین نقشبندی

رکن الاسلام پبلیکیشنز حیدرآباد
اول

۱۹۸۹ء / ۱۴۱۰ھ

ایک ہزار

۱۰- روپے

ملنے کے پتے

۱- رکن الاسلام جامعہ مجددیہ - آزاد میلان - ہیر آباد - حیدرآباد - فون ۶۱۲۸۰۳۳

۲- حبیب کبریالائبریری، نزد ٹکنو نیو اکبری مسجد، احمد رضا چوک روپ محل
حیدرآباد

۳- مدینہ پبلشنگ کمپنی - ایم اے جناح روڈ - کراچی فون نمبر ۶۶۶۶۶۶

۴- مکتبہ عباسیہ لی مارکیٹ کراچی فون نمبر ۶۸۰۹۶۸۰۹

۵- مکتبہ رضویہ نزد دہلی مسلم ہوٹل آرام باغ روڈ کراچی

فون ۲۱۶۴۴۴

فہرست

صفحہ	تصدیقات علمائے سرگودھا	صفحہ	پیش لفظ از مصنف
۲۷	حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب	۱	تقریظ از قائد اہل سنت
۲۷	حضرت علامہ مولانا ابوالحسن محمد شرف بیگ	۵	حضرت علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی
۲۷	حضرت علامہ مولانا قاضی محمد الیوب صاحب	۶	استفتاء
	تصدیقات علمائے فیصل آباد	۸	الجواب
۲۸	حضرت علامہ مولانا غلام رسول صاحب		تصدیقات علمائے حجرات
۳۰	حضرت علامہ مفتی محمد اسماعیل صاحب	۲۳	حضرت علامہ مولانا عطاء محمد صاحب
۳۰	حضرت علامہ مولانا محمد عثمان صاحب	۲۳	حضرت علامہ مولانا مفتی عثمان احمد صاحب
	تصدیقات علمائے لاہور	۲۴	حضرت علامہ مفتی محمد عثمان صاحب
۳۱	حضرت علامہ مفتی محمد حسین صاحب		تصدیقات علمائے جھنگ
۳۱	حضرت علامہ مفتی غلام سرور صاحب	۲۶	حضرت علامہ مولانا عبدالرشید صاحب
۵۴	حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم صاحب		تصدیقات علمائے گوجرانولہ
۳۲	حضرت علامہ مفتی محمد خان صاحب		حضرت علامہ مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب
	تصدیقات علمائے ملتان	۲۶	
۳۴	حضرت علامہ مفتی غلام مصطفیٰ صاحب		

نقشبندی دارالکتابت اکبری مسجد پکا قلعہ حیدرآباد سندھ

صفحہ	تصدیقات علمائے کشمیر	صفحہ	تصدیقات علمائے تھریار
۳۴	حضرت علامہ مولانا ابوالعالی غلام نبی صاحب	۳۴	حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب
۳۵	حضرت علامہ مولانا غلام دستگیر افغانی صاحب	۳۵	حضرت علامہ مولانا محمد میاں صاحب
۳۹	حضرت علامہ مولانا محمد طہر احمد نعیمی صاحب	۳۵	حضرت علامہ مفتی احمد سعیدی صاحب
۴۹	حضرت علامہ مولانا اقبال حسین نعیمی صاحب	۳۵	حضرت مولانا غلام محمد صاحب تونسلی
۵۰	حضرت علامہ پروفیسر منیب الرحمن صاحب	تصدیقات علمائے بہاولپور	
۵۰	حضرت علامہ مولانا محمد جان نعیمی صاحب	۳۶	حضرت مولانا ابوالسالم محمد فیض احمد ربی صاحب
۵۱	حضرت مولانا گوکب نورانی صاحب	۳۸	حضرت علامہ مولانا مختار احمد صاحب
تصدیقات علمائے لہور		تصدیقات علمائے اوکاڑہ	
۵۵	حضرت مولانا سید افرغی شاہ صاحب	۳۸	حضرت مولانا ابوالفضل غلام علی اوکاڑہ صاحب
۵۵	حضرت مولانا محمد رمضان چشتی صاحب	۳۸	حضرت علامہ مولانا بشیر احمد شرفی صاحب
۵۵	حضرت مولانا ممتاز احمد عتیقی صاحب	۴۵	حضرت مولانا ساجدہ محمد عتیق نور صاحب
۵۹	حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب	تصدیقات علمائے کراچی	
تصدیقات علمائے ٹھٹھہ		۴۰	حضرت علامہ مولانا محمد حسن حقانی صاحب
۵۶	حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب ٹھٹھہ	۴۰	حضرت علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری صاحب
تصدیقات علمائے لارکانہ		۴۶	حضرت علامہ مولانا غلام رسول سعیدی صاحب
۵۴	حضرت علامہ مولانا محمد صالح نعیمی صاحب	۴۶	حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب
		۴۷	حضرت علامہ مولانا غلام محمد سیالوی صاحب
		۴۷	حضرت علامہ مولانا مفتی محمد رفیع حسنی صاحب

صفحہ	تصدیقات علمائے کشمیر	صفحہ	تصدیقات علمائے تھریار
۵۷	حضرت علامہ مولانا غلام قادر کشمیری صاحب	۴۳	حضرت قبلہ پیر محمد ابراہیم خان صاحب
۵۸	حضرت مولانا قادی عبد الزراق صاحب		سرہندی مجددی
۵۸	حضرت علامہ مولانا محمود احمد صدیقی صاحب		سدر جمعیت علمائے تھریار
تصدیقات علمائے بلوچستان		قدیم فتویٰ	
۶۲	حضرت مولانا حبیب احمد نقشبندی صاحب	۶۶	ان
۶۱	حضرت علامہ مفتی غلام محمد قادری صاحب		حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خان
۶۲	حضرت علامہ مولانا محمد قاسم صاحب		قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ
۶۳	حضرت علامہ مولانا برکت علی صاحب		

پیش لفظ

اس علاقہ میں عرصہ دراز سے عاشقان مصطفیٰ کا یہ دستور چلا آ رہا ہے کہ ہر نماز کے بعد امام آیت صلوٰۃ پڑھتا ہے۔ اور جب وہ "علی النبی" پر وقف کرتا ہے تو سب مقتدی باوانیہ "حق نبی" کہتے ہیں اور اختتام آیت پر بحضور سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم درود و سلام کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔ شمع رسالت کے لپروانوں کا اپنے محبوب آقا سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہار محبت کا یہ انداز قرآن و حدیث اور فقہ کی رو سے اپنے جواز بلکہ اپنے استحباب اور حسن و دل کشی میں دن کے اجالے، سوز و گداز کی چمک اور چاند کی دمک سے بھی زیادہ روشن اور واضح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عشق و محبت کے اس دریا باندہ کو علم و معرفت اور شریعت و طریقت کی واقف اسرار ہزار ہا آنکھیں برسہا برس سے دیکھتی چلی آ رہی ہیں لیکن آج تک کسی نے اس کو نہ آداب شریعت کے خلاف سمجھا اور نہ آداب محبت کے منافی جانا۔ لیکن جب نیزوں کی طرح نہیں بلکہ اینوں کی طرف سے سنیت کے اس شعار کو ڈھانے اور محبت کے اس ترانے کو منانے کا اعلان کیا گیا تو عشاق مصطفیٰ اپنا کلیجہ تمام کے رہ گئے۔

دیکھا جو تیر کھا کبکس گاہ کی طرف

اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

اس وقت جبکہ امت مسلمہ بے شمار فتنوں میں گھری ہوئی ہے۔ دفت کا اہم تقاضہ تو یہ تھا کہ اس قسم کے معمولی نوعیت کے فرعی مسائل کو چھوڑ کر

آپس میں انتشار پیدا کرنے کے بجائے متحد ہو کر لادینیت اور بد مذہبیت کے طوفان کا مقابلہ کیا جاتا مگر تعجب ہے کہ ایسے معمولی، بے بسی، اجتماعی اور اتفاقی مسئلہ کی مخالفت میں اس قدر شدت اختیار کی گئی کہ جلسہ عام میں اس سے عوام کو احتراز کی تلقین کی جانے لگی۔ حتیٰ کہ بعض سے روکنے اور زبان سے منع کرنے کی ترغیبیں دی جانے لگیں۔ جس کے باعث عوام اہل سنت میں اضطراب و انتشار کا پیدا ہو جانا ایک لازمی امر تھا۔ ایسی صورت حال میں اس مسئلہ کے حل کے لئے کوئی فوری اقدام نہ کیا جاتا تو بھی معمولی نوعیت کا مسئلہ مزید افراق و انتشار اور گروہ بندیوں کی ایک الم ناک صورت اختیار کر جاتا۔ چنانچہ رفع شر کی خاطر اپنے دینی فریضہ کو بجالاتے ہوئے اس فقیر نے مسئلہ مذکورہ پر اپنے ناقص عقل میں آنے والے خیالات اور دلائل کو صفحہ قرطاس پر منتقل کر کے پاکستان کے نامور اور مقتدر علماء اور فقہا کی خدمت میں اس کو اپنی اصلاح کے لئے ارسال کر دیا۔

الحمد للہ علماء نے اس مسئلہ کی نزاکت کو محسوس فرماتے ہوئے اپنی نوازشات کریمانہ کے تحت، بلا تاخیر فقیر کے اس جواب کو اپنی محققانہ تصدیق سے مزین دستیز فرما کے تاریک ظلمتوں میں صدا دیت کی کرنیں بکھیر دیں۔ اور لائق صد انبساط امر یہ ہے کہ تقریباً پاکستان کے تمام ہی مقتدر علماء اہل سنت نے اس مسئلہ کے سلسلہ میں یکساں موقف اختیار فرما کے عوام کے دلوں میں پیدا ہونے والے تمام شکوک و شبہات کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا اور عوام اہل سنت کو ایک عظیم انتشار اور خلفشار سے بچا لیا۔ اس مسئلہ کی تحقیق سے احقر کا مقصد کسی کی ذاتی مخالفت یا محاصرت ہرگز نہیں بلکہ محض عوام میں پائی جانے والی بے اطمینانی، غلط فہمیوں کا ازالہ اور احقاق حق اور اظہار

حق مقصود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض علمائے اپنی تصدیقات میں اگر کسی کا نام
لیکر ان کا رد فرمایا تو اس فقیر نے اس کتاب میں ان کی تصدیق نقل کرتے وقت اس
نام کو حذف کر دیا تاکہ للہیت کے ساتھ کیا جانے والا یہ کام کہیں "انانیت"
ریا کی گرد سے عباد آلود نہ ہو جائے۔ اس فقیر کی ادنیٰ سی گزارش پر پاکستان
اور بیرون ملک کے مقتدر علماء نے اس مسئلہ کے حل کے لئے اپنے انتہائی
قیمتی اور مصروف ترین اوقات سے فوری وقت نکال کر جس طرح اس فقیر
سے اپنی دیرینہ منافقتوں اور محبتوں، قدیم شفقتوں اور عنایتوں کو نبھایا
ہے۔ اس کی مہک برسوں اس دل ناتواں کو غبر فشان رکھے گی۔ اس
پر خلوص تعاون اور جرات و بے باکی پر ان علماء حق کا قلب کی گہرائیوں
سے شک یہ ادا کرتے ہوئے یہ فقیر ان مردان حق کی اُس عظمت، ہمت اور
جرات کو سلام کرتا ہے جس نے اظہار حق میں نہ کسی شخصی دباؤ کو قبول کیا
اور نہ کسی مصلحت اور مرت کو آڑے آنے دیا۔

آمین جو ان مردان حق کوئی وجہ باکی

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رو باجی

اللہ تعالیٰ ان ہستیوں کا مبارک و مسعود سایہ ہمارے سروں پر تادیر
سلامت رکھے اور ان کے فیوضات و بہکلت سے اسہی طرح عالم کو
جگمگاتا رکھے۔

اس مسئلہ کے سلسلہ میں میرے رفیق انیق مولانا مفتی عبد اللطیف
صاحب، حاجی منصور اپنی صاحب اور حاجی رفیق الاسلام صاحب جو پُر خلوص
جد و جہد فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دالین میں ان کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔
میں حضرت قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی دامت برکاتہم العالیہ کا

بھی پیچہ ممنون ہوں کہ انہوں نے حق گوئی کی اس کٹھن راہ میں قدم قدم پر اس
فقیر کی حوصلہ افزائی فرمائی اور اس فقیر کی گزارش کو شرف قبولیت عطا کرتے ہوئے
اس کتاب کے لئے بخوشی اپنی قلم سے تقریظ تحریر فرما کر اس فقیر کی عقیدت
و نیاز مندی کی لاج بھی رکھ لی اور حق و صداقت کی نشانی "کا پرچم" بھی سرنگوں
نہ ہونے دیا۔ فجزاھم اللہ خیر الجزاء۔

اے مولائے کریم! اے رب رؤف و رحیم!

تو دلوں کے سر بستہ رازوں کو بخوبی جانتا ہے۔ اس فقیر نے یہ ساری
کوشش خالص تیری اور تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور امت
مسلمہ کے اتفاق و اتحاد کے لئے کی ہے۔ لہذا اس کوشش کو میرے لئے گناہوں
کا کفارہ بنا دے۔ میری کوتاہیوں اور لغزشوں سے درگزر فرماتے ہوئے
میری خطاؤں کو بخش دے اور امت مسلمہ اور غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کو اتفاق و اتحاد کی دولت سے سرفرازی عطا فرما۔ اور ذکر مصطفیٰ سے
انہیں ہمیشہ شاد کام و بامراد رکھ۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

محمد رفیع

ابوالخیر محمد زبیر غفرلہ

مفتی و شیخ الحدیث

رکن الاسلام جامعہ مجددیہ آزاد میدان

ہیر آباد حیدر آباد

تقریظ

حسب
مطلب العالی

قائد اہل سنت مبلغ اسلام حضرت علامہ احمد نورانی صدیقی
صدر۔ ورلڈ اسلامک مشن۔ ویدہ جمعیت علماء پاکستان

الْحَمْدُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى حَبِيبِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا

مُحَمَّدٌ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنْ وَاوَلَاهُ

صورت مسئلہ میں حضرت صاحبزادہ گرامی قدر مولانا
مفتی ابوالخیر محمد زبیر زید مجدہ مہتمم جامعہ رکن الاسلام
مجددیہ حیدرآباد کا تحقیقی فتویٰ دلائل سے معمور اور
بے شمار شبہات کا مسکت جواب ہے۔

مولا تعالیٰ ان کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر شاہ احمد نورانی صدیقی غفرلہ

۲۲ محرم ۱۴۱۰ھ

۲۵ اگست ۱۹۸۹ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں
کہ ہمارے اس علاقہ میں سنیت کا شعار بن چکا ہے۔ کہ پانچوں
وقت اہل سنت والجماعت کی مسجد میں نماز کے بعد دعا
میں امام صاحب آیہ مبارکہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ الْاٰیۃ
پڑھتے ہیں جب وہ ”عَلَى النَّبِیِّ“ پڑھتے ہیں تو کچھ دیر کے لئے
دقت کرتے ہیں جس کے دوران تمام مقتدی ”حق نبی“ کے الفاظ
بلند آواز سے کہتے ہیں اس کے بعد امام صاحب آیہ کریمہ کا
دوسرا حصہ یَاٰیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا
تلاوت کرتے ہیں۔ جس پر تمام مقتدی بلند آواز سے درود شریف
پڑھتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ شریعت، مطہرہ کی روشنی میں
اس دقت میں ”حق نبی“ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو
کیا ہے، مستحب ہے یا سنت ہے؟ اور اگر جائز ہے تو
خلافت ادنیٰ ہے، کردہ تنزیہی ہے، مکروہ تحریمی ہے یا حرام ہے؟
بعض حضرات اس دقت ”حق نبی“ کہنے کو منع کرتے ہیں اور
اہل کے طور پر اس آیہ مقدسہ کو پیش کرتے ہیں۔

وَ اِذَا قِیْلَ الْقُضَاءُ اَنْ قَاسَمُوْا اَلَّہَ وَ اَنْصَلُوْا عَلَیْکُمْ تَرْحَمُوْنَہٗ

وہ کہتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کے بموجب تلاوت قرآن کے وقت اس کا استماع اور انصات فرض ہے اور ہر قسم کا کلام منع ہے اور وہ وقفہ جو امام کرتا ہے وہ بھی قرأت ہی کے حکم میں ہے۔ اس وقفہ اور سکوت کا کوئی اعتبار نہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اس کو ہاتھ سے روکو اگر ہاتھ سے منع کرنے کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکو اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو کم از کم دل سے بُرا جانو اور یہ ”اضعف ایمان“ ہے۔

برائے مہربانی مدلل جواب عنایت فرمائیں اور عوام کو انتشار سے بچا کر عند اللہ ماجور رہوں۔ شکر بیچوں۔

ریحان احمد مظہری
آزاد میدان ہیر آباد حیدر آباد

الجواب

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّعَلَيْ رَسُوْلِكَ الْكَرِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضور سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو ”حق“ فرمایا۔

ارشاد رب العزت ہے قَدْ جَاءَكُمْ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ لہذا حضور کا کوئی امتی اپنے نبی کا ذکر سنکر اسی قرآنی لقب سے آپ کو پکارتے ہوئے ”حق نبی“ کہتا ہے اور اس طرح آپ کی نبوت کے حق ہونے کا اعلان کر کے اپنے عقیدہ کا اظہار بھی کر دیتا ہے تو ایسا کرنا یقیناً جائز اور مباح ہے بلکہ بعض فقہاء اور علمائے تو اس قسم کے الفاظ استعمال کرنے کو مستحسن اور مستحب تک فرمایا ہے۔ کَمَا سَيَجِيءُ تَفْصِيْلًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

اور ایسا کرنا آیت مبارکہ ”وَ اِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعْ لَهُ وَ اَنْصِتْ لَّهِ“ کے بھی کوئی خلاف نہیں کیونکہ یہ الفاظ اس وقفہ کے دوران ادا کئے جا رہے ہیں جس میں امام تلاوت نہیں کر رہا بلکہ خاموش ہے۔ جبکہ قرآن پاک میں استماع و انصات کو مشروط کیا گیا ہے۔ ”وَ اِذَا قَرَأْتَ“ کے ساتھ توجیب قرأت نہیں پائی گئی تو اِذَا

فَاتِ الشَّرْطُ فَاتِ الْمَشْرُوطِ“ کے تحت استماع اور انصات کا حکم بھی منتفی ہو جائے گا۔

صورت مسئلہ کی طرح قرآن پاک کی تلاوت کے وقت ”وقف“ کے دوران مختلف الفاظ اور کلمات کا کہنا اور سننا بہت سی احادیث اور اقوال فقہاء سے ثابت اور شائع ہے۔ جس میں سے چند احادیث اور اقوال فقہاء یہاں پیش کئے جاتے ہیں۔

احادیث مبارکہ (۱) مسلم شریف کی ایک صحیح حدیث ہے

جو حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ فرماتے ہیں۔ یقیناً امتی سلا اذا امر باکیۃ فیما تسبیح سُبَّحٌ وَاذْأَمْتِ بِسُؤَالٍ سَسَالٍ وَاذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذْ ثُمَّ رُكْعٌ (ترجمہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ٹھہر ٹھہر کر قرآن کی تلاوت فرماتے تھے اور جب بھی آپ کسی ایسی آیت سے گزرتے جس میں تسبیح ہوتی تھی تو آپ سبحان اللہ کہتے تھے اور جب آپ کسی ایسی آیت سے گزرتے جس میں سوال ہوتا تھا تو آپ سوال کرتے تھے اور جب آپ تعوذ والی آیت سے گزرتے تھے تو پناہ مانگتے تھے۔ اس کے بعد آپ نے رکوع فرمایا۔

(مسلم شریف، باب استحباب تطویل القراءۃ فی صلوۃ اللیل)

مسلم شریف کی یہ حدیث صورت مسئلہ کے بارے میں ہمارے مدعی پر برہان قاطع ہے۔

(۲) سنن ابوداؤد، احمد، طبرانی، ابن مردودہ اور بیہقی کی حضرت

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے جو ”علی النبی“ پر وقف کے درمیان میں کلام کرنے کے جواز پر آفتاب سے زیادہ روشن دلیل ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا قراء سبَّح اسم ربِّکَ اَلَا عَلٰی قَالَ سُبْحَانَ رَبِّیْ اَلَا عَلٰی“

(مشکوٰۃ، کتاب الصلوۃ، باب القراءۃ فی الصلوۃ)

(ترجمہ) بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت سبح اسم ربِّکَ الا علی پڑھتے تو یہ فرماتے ”سُبْحَانَ رَبِّیْ اَلَا عَلٰی“

اس حدیث مبارکہ کے لئے لمعات کے حاشیہ میں ہے۔ قَالَ العزیزی ہو حدیث صحیح۔

(حاشیہ لمعات بحوالہ مرعاة المفاتیح (ص ۵۳)

(۳) ترمذی شریف کی ایک اور روایت ہے کہ

”خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى اصْحَابِهِ فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ سُورَةَ الرَّحْمٰنِ مِنْ اَوَّلِهَا اِلٰی اٰخِرِهَا فَسَكَتُوا فَقَالَ لَقَدْ قَرَأْتُهَا عَلَى الْجَنِّ لَيْلَةَ الْجَنِّ فَكَانُوا اَحْسَنَ مَرْدُودًا مِنْكُمْ كُنْتُ كَلِمًا اَنْتَيْتِ عَلَى قَوْلِهِ فَبَاتِيَ الْاَعْرَابُ يَكْتُمُونَ كَذِبًا قَالُوا اَلْبَشَىٰ مِنْ لَعْنِكَ رَبَّنَا كَذِبٌ فَلَاكَ الْحَمْدُ“

(مشکوٰۃ، کتاب الصلوۃ، باب القراءۃ فی الصلوۃ)

(ترجمہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے پاس تشریف

لائے اور آپ نے ان کے سامنے سورۃ الرحمن اول سے آخر تک تلاوت فرمائی۔ بس وہ سب صحابہ خاموش رہے اس پر آپ نے ان کو فرمایا کہ یہی صورت میں نے لیلۃ الجن میں جنوں کو بھی سنائی تھی تو وہ جواب دینے

میں تم سے اچھے نکلے، جب بھی میں اس آیت پر پہنچتا تھا کہ "فبائی
اللاعزکما تکذبان" تو وہ سب یوں کہتے تھے، "لا بشئ من
نعمک ربنا نکذب فک الحمد"۔

اس حدیث مبارک میں خط کشیدہ الفاظ خاص طور پر قابل غور ہیں
جس میں اثنائے قرأت ایک بار نہیں بلکہ بار بار سامعین کی طرف سے
تکلم اور جواب کا ذکر آ رہا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "احسن
مساروداً" کے الفاظ سے نہ صرف یہ کہ اس انداز کی تحسین فرما رہے
ہیں۔ بلکہ آدمیوں کے سکوت سے ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے ہوئے
جنوں کے فعل کی تعریف کر کے آدمیوں کو بھی اسی طرح کرنے کی ترغیب
دے رہے ہیں۔

(۴) ابو داؤد اور ترمذی کی ایک اور روایت ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مَنْ قَرَأَ مِنْكُمْ
بِالتَّيْنِ وَالزَّيْتُونِ فَأَتَتْهُ إِلَى الْيَسِّ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ
فَلْيَقُلْ بَلِّ وَأَنَا عَلَى ذَلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ وَمَنْ قَرَأَ
لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَأَتَتْهُ إِلَى الْيَسِّ ذَلِكَ بِقَدَرِ
عَلَى أَنْ يَجِيءَ الْمُؤْتَى فَلْيَقُلْ بَلِّ وَمَنْ قَرَأَ وَالْمَسْلُاتِ فَلْيَقُلْ
فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ كَيْؤْمُنُونَ فَلْيَقُلْ آمَنَّا بِاللَّهِ

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الصلوٰۃ باب القراءة فی الصلوٰۃ)

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سورہ والتین

والزیتون پڑھے تو جب وہ "الیس اللہ با حکم الحاکمین" تک پہنچے تو یوں
کہے "بلِّ وأنا على ذلك من الشاهدين" اور جو شخص "لا أقسم بيوم القيامة"

پڑھے تو وہ جب "الیس ذالک بقادر علی ان یجیی الموتی" پر پہنچے تو
اسے چاہئے کہ "بلِّ" کہے۔ اور جو کوئی "والمرسلات" پڑھے اور جب
وہ "فبائی حدیث بعد کایومنون" تک پہنچے تو اسے چاہئے کہ وہ یہ کہے
"آمنّا باللہ"۔

سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ تینوں سورتیں اکٹھی ایک ہی
وقت میں مسلسل پڑھے تو کیا اس کو درمیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے بتائے ہوئے الفاظ مبارکہ ادا کرنے سے یہ کہہ کر روک دیا جائے گا کہ
"یہ وقفہ قابل اعتبار نہیں" یقیناً ایسا نہیں ہے۔ تو ثابت ہوا کہ وقفہ
کا اعتبار ہے۔ اور اس دوران کلام کیا جاسکتا ہے۔

اقوال محدثین و فقہاء | اثنائے قرأت جب قاری وقف
کرے تو ان سکوت کے لمحوں میں

مختلف الفاظ اور کلمات کے جواز تکلم پر مختلف فقہی مذاہب اور ان کے
مقتدر فقہاء و محدثین کے چند رائج اور مفتی یہ اقوال تحریر کئے جاتے ہیں۔

(۱) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس
قسم کے الفاظ کا استعمال تلاوت قرآن کے وقت شوائع کے یہاں حالت نماز
اور غیر نماز دونوں میں جائز ہے جبکہ احناف اور مالکیہ کے نزدیک غیر حالت
نماز میں جائز ہے جبکہ توریشی کہتا ہے کہ "فعل نماز" میں بھی جائز ہے۔
آپ فرماتے ہیں۔

"بدانکہ ۱۔ ایں جوابہا نزد قرأت آیات قرآنی بسیار راست و نزد
شافعیہ در نماز و غیر نماز ہر ہر دست و در نماز نیز جائز میباشد۔ لہذا در
باب القراءة فی الصلوٰۃ آورده اند والامی بالیست در باب تلاوت قرآن

وآداب آن می آورند۔ و نیز ما و نزد مالک به محمول بر غیر نماز است تا تویم
نشد که از قرآن است۔ تو رشتی می گوید اگر کسی گمان برد که در نماز
بود نظر بظاہر اطلاق حدیث گویم کہ در نماز نفل خواہد بود نہ فرض چنانکہ
در حدیث حذیفہ آمدہ است کہ چون آنحضرت میگزارد نماز شب از میرسد
بآیت رحمت مگر آنکہ می ایستاد و طلب رحمت میکرد و نمی رسد بآیت عذاب
مگر آنکہ می ایستاد و پناہ از عذاب می جست۔

(اشعۃ المعارف ج ۱ ص ۳۸۷)

(۲) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ انہی اقوال جواز کو اپنے انداز بیان
کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”عند الشافعی يجوز مثل هذه الاشياء في الصلوة وغيرها
وعند ابی حنیفہ لا يجوز غيرها قال التورشتی وكذا عند
مالك يجوز في النوافل الخ“

مزاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۰۳

(۳) عنایہ شرح صدایہ میں اس قسم کے الفاظ نفل نمازوں میں ادا
کرنے کو نہ صرف جائز بلکہ ”حسن“ کہلے اس کے استحباب کی طرف اشارہ
کیا گیا ہے۔

”وكذا لا المنفرد اذا كان في الفرض لانه غير المنقول
عن النبي صلى الله عليه وسلم ولا عن الائمة بعده واما اذا كان
في التطوع فهو حسن لحديث حذيفه رضي الله عنه

(عنایہ شرح صدایہ ج ۱ ص ۲۲۱)

(۴) طحاوی میں اس کو مندوب قرار دیتے ہوئے فرمایا گیا۔

ويندب ذلك للمنفرد فيطلب الرحمة ويتعوذ من النار
عند ذكرها ويتفكر في آية المثل كما في النهاء

(طحاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۲۲)

(۵) نفل نماز کے دوران ان الفاظ کے جواز کا بیان ”تبیین الحقائق“
میں اس طرح ہے۔

”وكذا الامام نفسه لا يشغل بالدعاء حالة القراءة وما

روى انه عليه الصلوة والسلام ما در بابية رحمة
الاسئالها وآية العذاب الاستعاذ منه محمول على
النوافل منفردا لان فيه تطويلا على القوم وقد نهى
عن ذلك“ (تبیین الحقائق ج ۱ ص ۱۳۲)

(۶) فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

ولا بأس بالتطوع المنفرد ان يتعوذ من ريبال الرحمة
عند آية الرحمة او يستغفر وان كان في الفرض يكره
(فتاویٰ عالمگیری ۱۵)

(۷) علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں

وكذا الامام لا يشتغل بغير قراءة القرآن سواء امر في
الفرض او النفل اما المنفرد ففي الفرض كذلك وفي النفل
يسأل الجنة ويتعوذ من النار عند ذكرها ويتفكر في آية
المثل وقد ذكر واحاديث حذيفه رضي الله تعالى عنه

(نسخۃ الخاتمی شرح البحر الرائق ج ۱ ص ۳۲۳)

(۸) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ان الفاظ کے ذکر کو مستحب قرار دیتے

ہوئے فرماتے ہیں۔

”فيه استحباب هذه الامور لكل قارئ في الصلوة وغيرها
ومذهبنا استحبابه للامام والمأموم والمتفرد“

(شرح مسلم للنووي ج ۲، ص ۶۲)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ”امام اور مأموم“ کے لئے استحباب کا جو قول نقل فرمایا ہے وہ شوائع کہے جبکہ ہمارے مذہب اخلاف میں ”امام اور مأموم“ کے لئے ایسا کرنا درست نہیں کیونکہ امام ظاہر ہے بغیر توقف کے قرأت کرے گا تو اس صورت میں مقتدی کے یہ الفاظ دوران قرأت ادا ہوں گے جبکہ قرأت کے دوران سماع اور انصات بحکم قرآن فرض ہے۔ اور امام کے لئے عدم جواز کی علت غماہ اور تبیین کی عبارات میں واضح ہے۔ جبکہ ”منفرد“ نفل میں خود وقف کر کے ان الفاظ کو ادا کرے گا اس لئے اس کی بالاتفاق اجازت دے دی گئی ہے۔ کیونکہ اس صورت میں ان الفاظ کی ادائیگی غل سماع نہیں ہے۔ جبکہ مأموم کی صورت میں غل سماع ہے۔ اس لئے وہاں ناجائز ہے۔

(۹) حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ مندرجہ بالا حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”قرآن سنتے وقت رونا جھومنا اور کچھ پیارے کلمات کہنا۔ جو مضمون آیت کے مطابق ہوں بہت بہتر ہے مگر یہ سب کچھ قاری کی خاموشی کی حالت میں ہے“

(مرآۃ شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۶۶)

ادلہ فقہیہ

چند فقہی مسائل، جزئیات اور دلائل ذکر کئے جاتے ہیں جس سے ”حق نبی“ کا

جواز اظہار من الشیخس ہو جائے گا۔

(۱) نماز باجماعت کا مسئلہ ہے کہ اگر مسبوق نے امام کو قیام میں اس وقت پایا جب وہ قرأت قرآن کر رہا ہو تو جہری نمازوں میں سب کو ”سبحانک اللہم الخ“ پڑھنا درست نہیں ہوگا کیونکہ اس وقت امام کی طرف سے جہراً قرأت ہے اور اس کے درمیان اتنا بڑا کوئی وقفہ بھی نہیں کہ اس اثنا میں مقتدی یہ دعا پڑھ لے لہذا استماع اور انصات فرض ہوگا جبکہ سری نمازوں میں اگرچہ وہاں سر قرأت ہے (قرأت غلی) بلکہ قرأت الامام لہ قراۃ کے ارشاد مبارک کے بموجب وہ مقتدی خود بھی حکماً قاری ہے لیکن اس کے باوجود یہاں فقہاء کی نظر میں استماع اور انصات فرض نہیں بلکہ اس کو سبحانک اللہم الخ پڑھنے کی اجازت ہے۔ — توجب سر قرأت قرآن کے وقت وہ بھی نماز میں جبکہ مقتدی خود حکماً قاری ہو اس کو دعا کی اجازت ہے تو جہاں سرے سے قرأت ہی نہ ہو نہ جہراً نہ سرّاً بلکہ مکمل سکوت اور خاموشی ہو اور وہ بھی غیر حالت نماز ہو تو وہاں کلام کی اجازت میں کمی شک ہو سکتا ہے۔

چنانچہ ”الا اذا كان مسبوقاً وامامه یجھ فلا یاتی بہ“ کے تحت علامہ شامی فرماتے ہیں۔ — واقول ما ذکرہ المصنف جزم بہ فی الدھر وقال فی المنج وصحیح فی الذخیرہ وفي المضمحل وعلیہ الفتوی الخ ومشی علیہ فی منیۃ المصلی والساحر فی الخزان وشرح الملتقى وانما قاضی حاجتہ قال

الامام بعد ما اشتغل بالقراءة قال ابن الفضل لا يثنى وقال
غيره يثنى ويلبغى التفصيل ان كان الامام يجهر لا يثنى وان كان
يسر يثنى آخ وهو مختار شيخ الاسلام خواهر مراد وعلله
في الذخير بما حاصله ان الاستماع في غير حالة الجهر ليس بضر
بل ليس تعظيماً للقراءة فكان سنة غير مقصود لذاتها
وعدم قراءة الموتى في غير حالة الجهر لا لوجوب الانصات
بل لان قراءة الامام له قراءة واما الثناء فهو سنة مقصودة
لذاتها وليس ثناء الامام ثناء للموتى فاذا تركه يلزم
ترك سنة مقصودة لذاتها لانصات الذي هو سنة
تبعاً بخلاف تركه حالة الجهر الخ فكان المعتمد ما مشى
عليه المصنف فافهم۔ (شامی ج ۱ ص ۵۶)

مذہبہ بالا عبارت میں خط کشیدہ الفاظ خاص طور پر قابل
غور ہیں جس میں اس بات کی تصریح ہے کہ ”سرا قرأت قرآن کی وقت
استماع اور انصات فرض یا واجب نہیں بلکہ سنت ہے تو جہاں سرا
بھی قرأت نہ ہو وہاں استماع اور انصات نہ واجب ہوگا نہ سنت
دوسری خط کشیدہ عبارت سے واضح ہو گیا کہ سن نماز میں مقتدی کو قرأت
نہ کرنے اور خاموش رہنے کا حکم ”وجوب انصات“ کی وجہ سے نہیں ہے
بلکہ قرأت الامام لہ قرأت کی وجہ سے ہے۔

(۲) جمعہ کے خطبہ کے لئے حکم ہے کہ اول سے آخر تک تمام خطبہ میں
استماع اور انصات لازمی اور ضروری ہے۔ صلوٰۃ و سلام، طعام و کلام
سب چیزیں اس دوران ناجائز ہیں۔ لیکن اس کے باوجود دو خطبوں کے

درمیان جو وقف ہوتا ہے یعنی جلسہ میں ”الخطبتین“ اس کے لئے اعظمت
عظیم البرکت اپنی طویل اور نفیس تحقیق کے بعد خلاصہ کلام بیان کرتے
ہوئے فرماتے ہیں۔

”خلاصہ کلام یہ ہے کہ دعائے مذکورہ خطیب کے لئے مطلقاً اور
سامعین کے لئے دل میں بالاتفاق جائز اور مذہب امام شافعی و قول
امام ابو یوسف پر ان کے لئے زبان سے بھی قطعاً اجازت اور ارشاد
امام کی ایک تخریج پر مکرر دوسری پر جائز ائمہ فتویٰ نے دونوں کی
تفصیح کی تو اہل الصیحة میں پر دعائے مذکورہ امام و مقتدین سب کو دل و زبان
ہر طرح سے بالاتفاق مذہبین حنفی و شافعی مطلقاً جائز و مشروع اور علماء
تصریح فرماتے ہیں کہ جب ترجمہ مختلف متکافی ہو تو مکلف کو اختیار ہے کہ
ان میں سے جس پر چاہے عمل کرے۔ اصلاً محل اعتراض و انکار نہیں۔
بحر الاائق و در مختار وغیرہ میں ہے: ”متی کان فی المسئلة قولان فصحا
جاز القضاء والافناء بلحدھا۔“ ولہذا فقیر غفر اللہ تعالیٰ بآئکہ
یہاں تصحیح تبیین کو ارجح جانتا ہے۔ ہمیشہ سامعین کو بین الخطبتین دعا
کرتے دیکھا اور کبھی منع و انکار نہیں کرتا۔“

(فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۶۸)

اگر وفقہ کا کوئی اعتبار نہ ہوتا اور اس کا حکم وہی ماقبل والا ہوتا تو
اعظمت اس میں دعا وغیرہ کے جواز کا قول کس طرح فرماتے جبکہ ماقبل کا
حکم تو اوپر گزر چکا ہے کہ اس میں سلام و کلام حتیٰ کے نماز و تلاوت تک
ممنوع اور ناجائز ہے۔

(۳) فقہ میں ایک مسئلہ نافی عن المنہر کا ہے یعنی وہ شخص جو منہر سے

اتنا دور ہو کہ خطیب کا خطبہ نہ سن سکتا ہو اس کے لئے اعلیٰ حضرت کے ارشاد کے مطابق اگرچہ راجح قول یہی ہے کہ ایسے شخص پر بھی استماع اور انصات ضروری ہے لیکن یہ بات قابل غور ہے کہ یہ صورت قرائت حقیقی کی ہے یہ دوسری بات ہے کہ فاصلہ کی بنا پر آواز سامع کے کان تک نہیں پہنچ رہی ہے لیکن بہر حال قرائت ہو رہی ہے اس کے باوجود عین خطبہ کی حالت میں بعض فقہاء استماع اور انصات کو واجب نہیں سمجھتے اور اس صورت میں وینا کام کے جواز کا قول کرتے ہیں چنانچہ عنایہ میں ہے۔

”وقال بعضہم فی آت القرآن اولى وهو اختیار القضلى لان الامر بالاندات انما كان لاجل الاستماع للتدبر وحيث فات ذلك بقى القرآن احوالاً للشوابه وكذا فى الحديث التذيه قال فى النهاية اذا كان بحيث لا يسمعها رواية فيه عن اصحابنا فى المبسوط وقد اختلف المشايخ المتأخرون فيه فعن محمد بن سلمه الانصات اولى وعن نصير بن يحيى انه كان بعيداً وكان يحرك شفطيه بالقراءة“

(عنایہ ۱ ج ص ۲۴۱، فتاویٰ رضویہ ص ۶۵)

نتیجہ یہ نکلا کہ عین قرائت کے دوران عدم استماع کی بنا پر بعض فقہاء انصات ضروری نہیں سمجھتے تو جب مکمل سکوت ہو قرائت قطعاً نہ ہو اور عدم استماع بھی ہو تو ایسی صورت میں بدرجہ اولیٰ انصات ضروری نہیں ہو گا بلکہ اس صورت میں تو دیگر فقہاء بھی ان کے ساتھ ہوں گے اور وہ بھی ان لمحات سکوت میں کلام کے جواز سے انکار ہرگز نہیں کریں گے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے دعائیں الخطبتین کے ثبوت جواز میں جہاں

دیگر دلائل دیئے ہیں وہاں ایک یہ دلیل بھی ذکر فرمائی ہے جو ابھی فقیر نے مندرجہ بالا سطور میں ”حنی نبی“ کے جواز پر پیش کی ہے۔

(۴) اگر سوال میں مذکور دلیل ممانعت کو بالفرض مان لیا جائے تو امام و خطیب کی دعا کے دوران جب وہ آیات قرآنی سے دعا کرتا ہے ”آمین“ کہنا بھی حرام ہو جائیگا۔ حتیٰ کہ آیہ مبارکہ ”ان الله وملائكته“ کی تلاوت کے بعد درود شریف کا پڑھنا بھی ناجائز ٹھہریگا کیونکہ عموماً اس آیت کے بعد آئمہ حضرات دوسری آیت سبحان ربك رب العزت عما يصفون (الایہ) بھی پڑھتے ہیں اور درود شریف اثنائے تلاوت اور دوران قرائت آنے کے باعث حرام ٹھہریگا کیونکہ وقفہ کا مانعین کے یہاں کوئی اعتبار نہیں ہے۔

(۵) اسی طرح نماز میں الحمد شریف کے بعد مقتدیوں کا آمین کہنا بھی ناجائز ٹھہریگا۔ کیونکہ اس کے فوراً بعد دوسری سورت تلاوت کی جاتی ہے اور یہ آمین دو سورتوں کی تلاوت کے دوران ایک معمولی سے وقفہ کے درمیان آتی ہے جو مانعین کی نظر میں معتبر نہیں بلکہ وہ ان کے یہاں تلاوت میں ہی شمار ہوتا ہے۔ جبکہ تلاوت کے دوران ”فاستمعوا وانصتوا“ کے حکم کے بموجب ابہر قسم کا کلام حرام ہے۔

(۶) اسی طرح مظاہرہ حسن قرائت کے موقع پر جب قرائت تلاوت کرتے ہیں اور اثنائے قرائت مجمع کی طرف سے اللہ اللہ۔ ماشاء اللہ۔ سبحان اللہ کی جو صدائیں بطور تحسین بلند ہوتی ہیں وہ ناجائز اور حرام ہو جائیں گی۔ جبکہ اس پر برسہا برس سے تمام عالم کے مسلمانوں کا تعامل چلا آ رہا ہے۔ اور بے شمار علماء فقہاء مشائخ اور مفتیان کرام نے عرب و عجم میں اس قسم کی مخالف کر سنا بھی ہے اور اس میں شرکت بھی کی ہے لیکن آج تک کسی

سے اس کی ممانعت منقول نہیں۔ اگر یہ چیز حرام ہوتی تو پوری دنیا کے کسی نہ کسی گوشہ سے کبھی کوئی تو آواز اٹھتی۔

(۷) تعامل بھی دلائل شرعیہ میں سے ہے۔ علمائے کرام تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ ”العل اثبت من الحدیث“ الاشباہ والنظائر میں ہے۔ القاعدة السادسة العادة محكمة واصلاً قوله عليه الصلاة والسلام ما رآه المسلمون حسناً فهو عند الله حسناً۔

(الاشباہ والنظائر ص ۱۱۶)

اس کی رو سے بھی اگر دیکھا جائے تو حق نبی کہنا نہ صرف جائز بلکہ مستحسن بنتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا ارشاد کی روشنی میں چونکہ اس علاقہ کے مسلمان ”حق نبی“ کا عمل بر سہا برس سے اچھا سمجھ کر کر رہے ہیں۔ تو یہ عمل اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی یقیناً اچھا نیک اور بہتر شمار ہوگا۔

(۸) ”اجماع“ بھی دلائل شرعیہ میں سے ہے اور حق نبی کہنے کا جواز اس اہم دلیل شرعی سے بھی ثابت ہے کیونکہ اس علاقہ کو نامور

اہل سنت والجماعت کے علماء و مشائخ اور فقہاء و صلحاء، مفتیان کرام، مبلغین و مدرّسین، مفسرین و محققین کے پابوسی کی سعادت نصیب ہوئی ہے ان میں سے بہت سوں نے تو اپنی ساری زندگیوں میں یہاں گزار کے اپنا مدفن بھی اسی سرزمین کو بنایا بہت سے اب بھی اس سرزمین کو اپنی کمرؤں سے منور کر رہے ہیں۔ بہت سے اطراف و اکناف عالم سے یہاں تبلیغ اور رشد و ہدایت اور وعظ و نصیحت کے سلسلہ میں یہاں اکثر آتے جاتے رہے اور قیام فرماتے رہے۔ عجب نے یہاں کی مسجدوں میں باجماعت نمازیں بھی یقیناً پڑھی ہیں۔

اور مقتدیوں کو بلند آواز سے ”حق نبی“ کہہ کر اپنے نبی سے اظہار محبت کرتے اپنی آنکھوں سے دیکھا بھی ہے اور اپنے کانوں سے سنا بھی ہے لیکن آج تک کسی نبی کے ان غلاموں کو ایسا کرنے سے منع نہیں فرمایا الغرض دنیا بھر سے یہاں آنے والے اور یہاں کے رہنے والے بے شمار علماء اور مشائخ کا یہ ”اجماع“ ”حق نبی“ کے جواز پر برہان عظیم ہے۔

اعتراض :- ساری نمازوں میں مقتدیوں کو خاموش رہنے کا حکم ہے۔ اسی طرح نائی عن المنبر کو بھی راجح قول کے مطابق خاموش رہنے کا حکم ہے۔ بعض مانعین ان دونوں جزیوں پر قیاس کرتے ہوئے ”حق نبی“ کے عدم جواز کا قول کرتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے۔؟
جواب :- یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ ہمارا کلام عدم قرأت اور سکوت کے بارے میں ہے۔ جبکہ یہ دونوں جزئیے ”قرأت“ کے ہیں۔ (خواہ وہ قرأت جہری ہو یا ستری، مقتدی تک آواز نہ پھینچے یا نہ پھینچے) لہذا سکوت اور عدم قرأت کا قیاس قرأت پر یہ قیاس مع الفارق ہے۔

بہر حال الحمد للہ یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ”حق نبی“ کہنا وقفہ کے دوران نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

ابوالخیر محمد زبیر غفرلہ

مہتمم و مفتی رکن الاسلام جامعہ مجددیہ
آزاد میدان، میر آباد حیدر آباد

تصدیق

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا عطاء محمد صاحب بندہ لکھنؤ
جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بمبئی شریف گجرات

اما بعد برادران اہلسنت کی خدمت میں عرض ہے کہ مذکورہ بالا مسئلہ متنازعہ کوئی نظری مسئلہ نہیں ہے بلکہ بالکل واضح ہے کہ آیتہ تفسیریہ میں سکوت کے وقت حق نبی کا تلفظ جائز بلکہ سنون ہے اس میں اختلاف اور نزاع نا مناسب ہے جناب مفتی مدق نے جو کچھ تحقیق کی ہے اس سے بندہ کو پورا اتفاق ہے۔

هذا هو الحق وماذا بعد الحق الا الضلال

حررہ الفقیر عطاء محمد حسینی گولڑوی عفی عنہ

۲۳ ذوالحجہ ۱۳۸۹ مطابق ۶/۸/۲۰۰۹ء

تصدیق

حضرت علامہ مولانا مفتی مختار احمد صاحب نعیمی گجراتی
مہتمم مفتی مدرسہ غوثیہ نعیمیہ گجرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سوال مذکورہ کا جواب فاضل محقق مفتی محمد زبیر صاحب نے نہایت مدلل تحریر کیا ہے جو قرآن و حدیث اور فقہاء کی تصریحات کے مطابق ہے۔

قاعدہ کلیہ ہے کہ اشیا میں اصلی حالت مباح ہونا ہے تو دلیل اس کے ذمہ ہوگی جو روک رہا ہے اسے اس حرمت یا ممانعت کی دلیل پیش کرنی چاہئے ”حق نبی“ کہنے والے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اسے منع نہیں کیا گیا۔

اب جو لوگ واذاقوا القرآن الخ سے استدلال کر رہے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ خاموش رہنے کا حکم قرأت قرآن سے مشروط ہے اور چونکہ خطبہ دینے والے نے علی النبی پر سکوت کیا ہے اس وقفہ میں سامعین نے حق نبی کہا اور اس وقت چونکہ قرأت نہیں ہو رہی اس لئے اس پر و انصتوا کا حکم بھی جاری نہ ہوگا جیسے کوئی سامع اچھی قرأت کو سنکر قاری کے وقفہ میں لفظ اللہ سبحان اللہ یا صدق کہہ دے۔

اس کے علاوہ معتبر کتب تفسیر میں صراحتاً مذکور ہے کہ آیت مذکورہ واذاقوا القرآن الخ کا نزول امام کے پیچھے نماز ادا کرنے والے مقتدی کے لئے ہے۔ مطلقاً ہر جگہ اور ہر وقت اور ہر حال میں غور سے نہ سننے والا خاموش نہ رہنے والا حرام کا مرتکب نہیں گردانا جائے گا۔ وغیر ذلک فاضل مفتی کا جواب دلائل وبراہین کی روشنی میں بالکل حق ہے اور مخالف کے پاس سوالے بغض کے کوئی دلیل واضح موجود نہیں ہے۔

واللہ وسبحہ لعلہ اعلم بالصواب
مفتی محمد مختار احمد نعیمی مہتمم مفتی جامعہ غوثیہ نعیمیہ گجرات

تصدیق

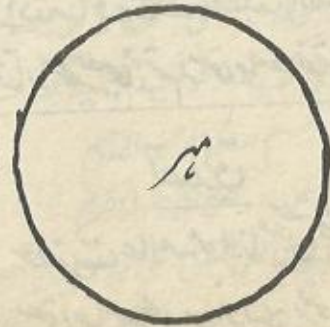
حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عرفان صاحب
مفتی جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ گجرات

نسخہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد۔ امام قرآن مقدس کی آیت یصلون علی النبی الخ پر توقف کرے اور مقتدی بلند آواز سے "حق نبی" کہیں اس صورت کے جواز و استحسان پر حضرت علامہ مولانا ابوالخیر محمد زبیر صاحب مدظلہ کی تحقیق لائق تحسین ہے اور قرآن وحدیث واقوال فقہاء سے مذکورہ صورت کو مبرہن کیا ہے اور براہین سے استدلال تام فرمایا ہے اور حسب قواعد جواز کے ثبوت کے لئے تو یہی کافی ہے کہ منع پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ علامہ ابن نجیم مصری قاعدہ نقل فرماتے ہیں اصل الاشیاء اباحت۔ الاشیاء والنظائر اور معارض کا منع پر آیت فاستمعوا کو پیش کرنا استدلال فاسد کے قبیلہ سے ہے کیونکہ امام کی خاموشی کے وقت مقتدیوں کا "حق نبی" کہنا فاستمعوا کے امر کا عمل نہیں ہے۔

خلاصہ یہ کہ فاضل محترم ابوالخیر کا جواب عین صواب ہے۔ بایں ہمہ اس فردی مسئلہ کو انتشار کا سبب نہ بننا چاہئے۔

راقم:۔ المراجی الی رحمۃ ربہ النان محمد عرفان غفرلہ الرحمن خادم دارالافتاء جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بمبئی شریف ضلع کجرات



تصدیق

حضرت علامہ مولانا عبد الرشید صاحب رضوی
مہتمم، مفتی و شیخ الحدیث دارالعلوم شیخ الاسلام رضویہ جھنگ

اصحاب من اجاب

محمد عبد الرشید رضوی غفرلہ
خادم دارالعلوم شیخ الاسلام رضویہ سٹلاٹ ٹاؤن جھنگ
نون نمبر ۴۳۳

تصدیق

حضرت علامہ مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب

بسم الله الرحمن الرحيم

مسئلہ مذکورہ کو علامہ صاحبزادہ محمد زبیر صاحب نے جس تحقیق و تفصیل سے تحریر فرمایا ہے۔ اس کے بعد کسی منصف کے لئے مجال انکار نہیں۔ اور کسی سنی کا اس سے اختلاف و نزاع کسی طور پر بھی مناسب نہیں۔ "حق نبی" کہنے کے جواز اور اس سے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت کے اظہار میں کوئی شہمی مانع نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم

ابوداؤد محمد صادق غفرلہ

خطیب زینت المساجد امیر جماعت رضائے مصطفیٰ دارالاسلام کوجراتوالہ

تصدیق:۔ حضرت علامہ مولانا قاضی محمد الیوب صاحب
مفتی دارالعلوم محمدیہ غوثیہ مجھیرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جید آباد کے علاقہ میں اہل سنت والجماعت کا مساجد میں نماز کے بعد والی دعائیں یہ معمول کہ جب امام صاحب آیت مبارکہ ان اللہ و ملائکته الایہ۔ پڑھتا ہے تو وہ (علی النبی) پر پہنچ کر کچھ دیر کے لئے وقف کرتا ہے۔ اور اس وقفہ کے دوران تمام مقتدی (حق نبی) کے الفاظ بلند آواز سے کہتے ہیں۔ اس کے بعد امام صاحب آیت کریمہ کا دوسرا حصہ ”یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما“ تلاوت کرتا ہے۔ جس پر تمام مقتدی بلند آواز سے درود شریف پڑھتے ہیں۔ تو ان کا اظہار محبت و الفت کے لئے ”حق نبی“ کہنا مباح ہے اور حضرت علامہ صاحبزادہ مفتی محمد زبیر صاحب نے اس کا جو تحقیقی جواب تحریر فرمایا ہے درست ہے۔ اللہ تعالیٰ صاحبزادہ صاحب کو اس کا اجر جزیل عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

مہر

مذاہم عندی واللہ اعلم بالصواب
قاضی محمد ایوب مفتی دارالافتار المحمدیہ الغوثیہ بمیرہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ

تصدیق

حضرت علامہ مولانا پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری

جسٹس فیڈرل شریعت کورٹ آف پاکستان

اصاب المجیب للیب اثابہ اللہ تعالیٰ حسن الثواب فی الدنیا والاخرۃ۔

محمد کرم شاہ الازہری رئیس دارالعلوم المدنیہ الغوثیہ بمیرہ ضلع سرگودھا

تصدیق: حضرت علامہ مولانا ابوالحسنات محمد اشرف صاحب

شیخ الحدیث دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صورت مسئلہ کے جواب میں فاضل مجیب نے حق تحقیق اور فرمایا ہے اور جواب باصواب دیا ہے۔ قرآن مجید کی آیت مبارکہ اذ اقسوا القرآن فاستمعوا الایہ۔ قرأت مقتدی سے منع کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے۔ جیسے کہ کتب تفاسیر میں تصریح موجود ہے۔ لہذا اس سے علی الاطلاق عدم استماع یا تکلم کی حرمت ثابت کرنا درست نہیں ہے۔ نیز اذ الکلمات اصال سے ہے۔ کلیتہ حکم کے لئے اور ایجاب کلی کے لئے نہیں ہوتا اور مہم قوت جزئیہ میں ہوتا ہے اور جزوی صورت روایات اور تفاسیر نے متعین کر دی یعنی حالت اقتدار نیز انصات اور استماع مشروط ہے اذ اقسا کے ساتھ اور جب قاری ہی سکوت کرے تو حکم مشروط کا لزوم و وجوب بوجہ انتفاء شرط ختم ہو گیا علاوہ ازیں حکم استماع مقدم ہے جو وجود و تحقق قراءت کو مستلزم ہے۔ اور جب قراءت ہی منقطع ہو گئی تو حکم استماع بھی مرتفع ہو گیا اور انصات کا لزوم استماع کی تاکید ہی صورت تھی۔ لہذا اس کا ارتفاع بھی واضح ہو گیا۔ الغرض مسئلہ کے اس آیت کریمہ سے تحریم پر استدلال ناممکن ہے۔ اور فاضل مجیب کا جواب عین صواب ہے۔ هذا واللہ در سولہ اعلمہ حسن۔ احقر الانام محمد اشرف سیالوی کان اللہ

تصدیق: حضرت علامہ مولانا غلام رسول صاحب رضوی

شارح صحیح بخاری مہتمم مفتی و شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن کریم کی آیت ”اذ اقسوا القرآن“ کا مفہوم یہ ہے کہ جس وقت قرآن

کی تلاوت ہو سکوت فرض ہے۔ تلاوت میں وقفہ کا وقت اس مفہوم سے خارج ہے۔ اس لئے جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنوں پر سورۃ الرحمن پڑھی تو فبای الکو کے بعد انہوں نے کہا اے اللہ ہم تیری نعمتوں کی تکذیب نہیں کرتے "تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے پاس ان کی تحسین فرمائی نیز حضور تہجد کی نماز میں قرأت کے دوران سوال و آیت پر سوال عرض فرمایا کرتے تھے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ خلف الامام فاتحہ ضروری قرار دیتے ہیں اگر کوئی مسبوق ہو تو تلاوت کے وقفوں میں پڑھنے کو اس کی تکمیل قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ وقفہ تلاوت کے حکم سے خارج ہے۔ اس لئے قاری کی قرأت میں وقفہ کے وقت سبحان اللہ کہنا جائز ہے۔ تو مذکور آیت کریمہ ان اللہ و ملکته الایہ میں علی النبی پر وقف کیا جائے تو حق ہی کہنا جائز ہے اس میں کرامت ہرگز نہیں بلکہ مستحسن ہے۔ اور پیارے نبی کی محبت کا اظہار اور اظہار حقیقت نبوت ہے۔ قرآن و سنت میں اس پر کثیر شواہد ہیں۔ فاضل مجیب زید مجدہ نے مشافی جواب ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

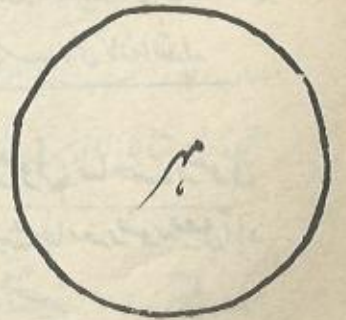
غلام رسول رضوی

خادم الحديث بجامعہ رضویہ

فیصل آباد دہتم دارالعلوم

سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد

فیصل آباد



تصدیق

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اسلم صاحب رضوی

مفتی جامعہ رضویہ منظر اسلام فیصل آباد

جمعہ کے دنوں خطبہ فرض بھی اور ان کا سننا بھی واجب اور دوران

خطبہ کسی قسم کی حرکت ممنوع ہے۔ لیکن دونوں خطبوں کے درمیان وقفہ میں دعا مانگنا جائز ہے۔ توجیب قاری تلاوت کے درمیان وقفہ کرے تو اس دوران حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقانیت کا نعرہ بلند کرنا بدیہ اولیٰ جائز ہے اور متعدد احادیث مبارکہ بھی ثابت کہ دوران تلاوت قرآن پاک وقفہ کے وقت جنات وغیرہم نے غیر قرآن کے الفاظ پڑھے ہیں۔ تو اس کے مستحسن ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ بلکہ قاری کی تلاوت کے دوران وقفہ کے درمیان سبحان اللہ کہا جاتا ہے۔ آج تک کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔ لہذا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کے صدقے کائنات وجود میں آئی ان کی نبوت کی حقانیت ثابت کرتے ہوئے حق ہی کہنا شرعاً جائز ہے۔ حضرت مجیب نے جو جواب تحریر فرمایا ہے وہ صحیح ہے درست ہے۔

محمد اسلم رضوی

خادم الافتاء جامعہ رضویہ

منظر اسلام فیصل آباد

۲۲ ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ

تصدیق: حضرت علامہ مولانا محمد مختار احمد صاحب

مہتمم و مفتی دارالعلوم قادریہ رضویہ فیصل آباد

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ درسولہ الاعلیٰ اعلم۔ محمد مختار احمد غفرلہ

خادم دارالعلوم قادریہ رضویہ فیصل آباد



تصدیق
حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حسین صاحب نعیمی
مہتمم مفتی جامعہ نعیمیہ لاہور

۸۶
۹۲

حضرت علامہ صاحبزادہ محمد زبیر صاحب کا جواب مدلل اور حق و صواب ہے۔ نماز میں قرأت کے وقفہ پر بیرون نماز کے وقفہ کو قیاس کرنا درست نہیں۔ کیونکہ نماز میں قرأت آیات کے اوقات حکم قرأت میں ہیں۔ مثلاً سورۃ فاتحہ یا طحہ سورۃ کی قرأت واجب ہے۔ ایک آیت کی قرأت کے بعد اگلی آیت کی قرأت واجب ہے۔ لہذا درمیان کے وقفے حکم قرأت میں شامل ہوں گے۔ اور بیرون نماز ایک آیت کے بعد دوسری آیت کا پڑھنا واجب نہیں۔ لہذا ہر آیت کی تلاوت کے بعد کا وقفہ شامل قرأت نہیں۔ فاضل مجیب لبیب نے بڑے مضبوط اور مستحکم دلائل سے مسئلہ کو برہنہ کر دیا ہے۔ میں اس کی تصدیق توثیق کرتا ہوں۔ مولانا عالی فاضل مجیب کو مزید محبت و صلاحیت سے نوازے اور ان کی سعی سعید کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔
خادم مفتی محمد حسین نعیمی جامعہ نعیمیہ لاہور

تصدیق۔ حضرت علامہ مولانا مفتی غلام سرور صاحب قادری
مہتمم مفتی دارالعلوم غوثیہ رضویہ مشیر و فاتی شریعی عدالت لاہور
الجواب

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم :- صورت مسئلہ میں یعنی جب قاری ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی :- پر وقف کرتا ہے تو سامعین کا اس

سے قبل کہ قاری "یا ایہا الذین الخ کی قرأت کرے اس وقفہ کے دوران "حق نبی" کہنا جائز ہے۔ کیونکہ یہاں یعنی "علی النبی" پر وقف مطلق ہے۔ لہذا قاری کا یہاں وقف جائز ہے۔ اور اس کے دوران سامعین حق نبی کہہ دیں تو اس میں حرج نہیں ہے۔ مگر اس بات کا خیال رہے کہ اس سے آگے تلاوت کا آغاز ہونے سے قبل ہی یہ کلمہ کہیں تاکہ آیت کریمہ کے سماع میں خلل نہ ہو علاوہ انہی جو حضرات اس سے منع کرتے ہیں اگر وہ اپنے فقہی نقطہ نظر سے اس کو درست نہیں سمجھتے تو وہ ایسا نہ کہیں۔ اور اس مسئلہ کو بہت زیادہ موضوع بحث بنانے سے گریز کیا جائے اور آپس میں غیر ضروری مسئلہ پر لے دے کہ وقت ضائع نہ کیا جائے۔ اس کی بجائے اور بہت سے اہم مسائل ہیں۔ جن کی ملک و ملت کو ضرورت پیش ہے۔ ان پر بحث و نتیجہ کی جائے تو قیمتی وقت کا ضیاع لازم نہ آئیگا۔ فقط

مفتی غلام سرور قادری

۸۹ - ۷ - ۳۰ خادم دارالعلوم غوثیہ رضویہ

تصدیق
حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خاں صاحب قادری
مفتی جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن لاہور
بسم اللہ الرحمن الرحیم ۸۹ - ۷ - ۳۰

منہ الصدق

پاکستان کے بعض علاقوں میں تلاوت کرنے والا ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی پڑھ کر وقف کرنا ہے۔ تو دوران وقف مسلمان اپنے پیارے نبی

کے ساتھ محبت کا اظہار کرتے ہوئے آپ کے حق ہونے کا اعلان کرتے ہیں اور "حق نبی" کے الفاظ بولتے ہیں۔ جن سے ان کا مقصد آیات قرآنی میں اضافہ ہرگز نہیں۔ بلکہ اپنے آقا سے اظہار محبت ہوتا ہے۔ ان الفاظ کے کہنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ الفاظ دوران وقفہ کہے جاتے ہیں اس سے قرآن کی بے ادبی لازم نہیں آتی۔ بے ادبی تب لازم آئے اگر تلاوت کے دوران ایسے کلمات کہے جائیں یہ الفاظ تو ایسے ہی ہیں جیسے کوئی مسلمان قرآنی آیات مسکوسبحان اللہ، ماشاء اللہ کے الفاظ کہتا ہے۔ اس سے مقصد آیات میں اضافہ نہیں ہوتا بلکہ اپنے مولا و خالق کی حمد و ثنا مقصود ہوتی ہے۔ اور اسے کہنے والا اور سننے والا ہر کوئی جانتا ہے۔ کہ اسے آیت کا جز قرار نہیں دیا جا رہا۔

ہر جگہ امت مسلمہ میں یہ رواج ہے کہ جب قرآن حکیم کی تلاوت ہوتی ہے آخر میں صدق اللہ مولنا العظیم کے الفاظ قاری قرآن اضافہ کرتا ہے۔ جس سے مقصد اپنے ایمان کا اظہار ہوتا ہے۔ اور اس کو آج تک کسی مسلمان نے ناجائز تصور نہیں کیا۔ یہاں یہ بھی قابل غور بات ہے کہ جب آیت درود پوری تلاوت کی جاتی ہے تو لوگ فی الفور اپنے آقا پر درود سلام عرض کرتے ہیں۔ اگر ایسے الفاظ کہنے سے ہر جگہ اضافے کا خطرہ ہو تو وہاں عقلاً درود سلام بھی بھی منع ہونا چاہئے حالانکہ شرعاً ایسی کوئی پابندی نہیں۔ شریعت میں ہزاروں ایسے جزئیات موجود ہیں۔ جن کو سامنے رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ مذکورہ حق نبی کہنے میں کوئی قباحت نہیں بلکہ جائز نہیں۔ حضرت مفتی محمد زبیر نقشبندی نے اس سلسلہ میں بڑی محنت سے کتاب و سنت کے حوالے سے جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس پر جزائے خیر عطا فرمائے۔ ان سے اس

مسند میں میرا ہر لحاظ سے اتفاق ہے۔
محمد خان قادری

مہر

مفتی محمد خان قادری جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن لاہور۔ پاکستان

تصدیق: حضرت علامہ مولانا مفتی غلام مصطفیٰ صاحب رضوی
شیخ الحدیث مفتی مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم۔ ملتان
الجواب صحیح

دعا کے وقت جب امام صاحب آیت کریمہ ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی الخ کی تلاوت کریں تو مقتدیوں کا اس وقت لفظ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سن کر "حق نبی" کہنا جائز بالکل باعث اجر و ثواب ہے۔ فاضل محترم حضرت علامہ مولانا محمد زبیر صاحب زید لطفہ نے جس مدلل انداز سے موقف مذکور کو ثابت کیا ہے۔ وہ لائق تحسین ہے۔ مانعین کا موقف غلط اور مبنی برعناد ہے۔ لہذا اہلسنت و جماعت کو چاہئے کہ وہ اپنا یہ عمل جاری رکھیں اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہو، تو بیک زبان، بلند آواز کے ساتھ "حق نبی" کا ورد کریں۔ تاکہ دوسرے لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ شیعہ رسالت کے پیروانوں کا اجتماع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مفتی غلام مصطفیٰ رضوی

مہر

تصدیق: حضرت علامہ مولانا مشتاق احمد صاحب چشتی
نائب مہتمم و شیخ الحدیث مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان
الجواب صحیح و الجیب مصیب: مشتاق احمد چشتی نائب مہتمم
و شیخ الحدیث مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۳۵ھ

تصدیق

حضرت علامہ مولانا محمد میاں صاحب
سجادہ نشین خانقاہ حامدیہ و مہتمم مدرسہ اسلامیہ خیر المعاد ملتان

تصدیق

حضرت علامہ مفتی احمد مدینی صاحب

مفتی مدرسہ اسلامیہ خیر المعاد ملتان

تصدیق

حضرت علامہ مولانا غلام محمد صاحب تونسوی

سینیئر مدرس مدرسہ اسلامیہ خیر المعاد ملتان شہر

نحمدہ و نصلی و سلم علی رسول اکرم

ابا بعد بندہ ناچیز نے صاحبزادہ علامہ حضرت ابوالخیر محمد زبیر صاحب
کا تحقیقی جواب پڑھا۔ قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور اقوال فقہار سے مسئلہ
کو خوب واضح فرمایا۔

علی النبی کی نظم مبارک پر حق نبی کہنا عام کیا جائے۔ تاکہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کی رفعت شان زبان زد عام ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ صاحبزادہ صاحب کو
جزائے خیر عطا فرمائے اور معترضین کو حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

العبد احمد مدینی عفی عنہ

خادم الافکار مدرسہ اسلامیہ خیر المعاد ملتان شریف

قلو کہنہ قاسم باغ ملتان شریف

مورخہ ۲۲/۸/۹۲

غلام محمد

محمد میاں

مہر

تصدیق

حضرت علامہ مولانا ابوالصالح محمد فیض احمد صاحب

مہتمم و مفتی جامعہ اویسیہ رضویہ بہاول پور

مبسل محمد ادا و مصلیہ و مسلما! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین حق تا قیامت حق ہے۔ اسی لئے محبوب حق صلی اللہ

علیہ وسلم نے اصول دیئے تاکہ حوادث زمانہ کو انہی اصول پر لاکر اختلاف

و نزاع سے محفوظ رہیں (۱) اصل الاشیاء اباحتہ (۲) مآثر المسلمون

حسنًا فہو عند اللہ حسن (۳) من سن سنتہ حسنۃ فی الاسلام

وغیرہ کے ضوابط سے صورتہ مسو کہ کا نزاع خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ

اختلاف کیوں جبکہ طریقہ معلومہ صرف اہلسنت میں ہے۔ مخالفین تو اسی

طریقہ کو بدعت کہتے ہیں اور اہلسنت ایسا کیوں کرتے ہیں وہ اس لئے کہ

اجتماعی دعا کے ساتھ اپنی دعاؤں و التجاؤں کی کفالت امام صاحب کے

سپر دکر کے خود آئین آئین میں لگے رہتے ہیں اور دعا کے اختتام پر امام

صاحب بارگاہ حق محبوب حق کا وسیلہ جلیلہ پیش کرنے پر تنہا حاضر ہونا

نہیں چاہتے بلکہ تمام مقتدیوں کو ساتھ ملاتے ہیں۔ اسی لئے آیت صلوة

پڑھتے ہیں۔ تاکہ دعا کی قبولیت کو پر دان چڑھے اور وہ سوائے درود شریف

کے نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے (درود شریف کے بغیر

دعا معلق رہتی ہے) الحمد للہ اہلسنت کا یہ پیارا طریقہ اور محبوب سلیقہ

احادیث مبارکہ کے عین مراد ہے۔ پھر امام صاحب نے جو نبی علی النبی

الخ پڑھا تو مقتدیوں نے حق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر قلب کی آواز کا گواہ

زبان کو بنایا تاکہ "اقراس باللسان و تصدیق بالقلب" پر مکمل طور پر

علی ہو۔ میں جیسا کہ اختلاف برپا کیوں ہوا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حق ہیں تو حق کا انکار کیوں۔ اور اصول اسلام اصل الاشیا اباحتہ وسلم ضابطہ ہے تو میرا اعتراض کیا جبکہ فاستمعوا کے امر کا محل ہی نہیں تو وجوب کہاں کیونکہ امام صاحب خاموش ہیں اور وقفہ کی حالت کو قرآن کی حالت میں داخل کرنا اصول اسلام اور فقہ اسلامی سے بے خبری ہے یا ضد کار فرما ہے ورنہ جھگڑا کیوں۔

صاحبزادہ علامہ محمد زبیر زید مجدہ کی تحقیق قابل تحسین بلکہ لائق صد آفریں ہے۔ اس پر مزید کیا لکھا جائے۔ حق کے طالب کے لئے اتنا کافی ہے۔ اور ضدی کے لئے دفتر نہ کافی ویسے فقیر کا ذاتی مشورہ ہے کہ مسئلہ کوئی اتنا دقیق نہیں کہ اس پر اختلاف برپا کرنا عوام اہل اسلام میں انتشار پھیلانے کے سوا کچھ نہیں کیا پہلے تصور سے طوفان برپا ہیں۔ جو تمہارے اس نزاع کی بھی کوئی ضرورت باقی ہے صاحبزادہ صاحب مظلومہ کی تحریر حق ہے۔ اسی پر اکتفا کر لیا جائے۔ جھگڑا اب رہا کہ نے پر انتشار امت کا گناہ تمہارے سر پر ہوگا وما علینا الا البلاغ فقط واللہ ورسولہ الاعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اعلم بالصواب

الفقیر الفقار دی ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مغرہ

بہاول پور۔ پاکستان

۱۷ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ ۲۱ جولائی ۱۹۸۹ء بروز جمعہ

مہر

تصدیق
حضرت علامہ مولانا مختار احمد صاحب
مفتی جامعہ مہرید بہاولپور
۷۸۶

۹۲

آیتہ کریمہ ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی کا قاری جب لفظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر توقف کرے تو سامعین کا اس وقت ہادی برحق خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علی نبینا وعلیہم سے بطور اظہار محبت والفت حق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہنا باعث اجر و ثواب ہے جس کو مکمل اور محقق طریقہ سے۔ حضرت علامہ مفتی محمد زبیر صاحب نے بیان فرمایا ہے۔ ہماری طرف سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کو قرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نصیب فرمائے۔ اور معاذین و منکرین شان رسالت کو راہ ہدایت نصیب ہو۔ آمین

مختار احمد مفتی جامعہ مہرید فیض آباد

مفتی مختار احمد

بستی بندرہ طمان روڈ بہاول پور

فون نمبر ۳۳۵۱

مہر

تصدیق
شیخ القرآن حضرت علامہ ابوالفضل غلام علی اوکاڑوی صاحب
شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ حنفیہ دارالعلوم اشرف المدارس۔ اوکاڑہ
تصدیق

حضرت علامہ مولانا بشیر احمد اشرفی صاحب
نائب مہتمم دارالعلوم اشرف المدارس۔ اوکاڑہ

ذی الفضل والجاه حضرت محترم صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر نقشبندی مہتمم
ومفتی رکن الاسلام حیدر آباد۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپ کی مرسلہ بخیر سند "حق نبی" کا حضرت مفتی احسان شیخ القرآن مولانا ابو الفضل
غلام علی صاحب مدظلہ العالی نے باالاستیعاب مطالعہ فرمایا اور آپ کی فاضلہ
تحقیق کی تحسین فرمائی اور ان کے تاثرات یہ تھے کہ طرفین کے دلائل دیکھنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ مانعین کا اپنی تائید میں آیت کریمہ اذ اقرئی القرآن
ناستمعوا له الا یہ کو پیش کرنا کوئی وزنی دلیل نہیں ہے۔ جیسا کہ آپ نے
استفتاء کے جواب میں "ادلہ فقہیہ" نقل کرتے ہوئے دلیل نمبر ۵ پیش کی ہے
یعنی ناتحکم کے بعد مقتدیوں کا آئین کہنا اس موضوع پر ایک عمدہ دلیل ہے۔ ہاں
اس بحث میں قابل غور مسئلہ یہ ہے کہ آیا آیت کریمہ ان اللہ و ملائکتہ
یصلون علی النبی تک پڑھ کر شرعاً وقف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ تو کتب فقہ
کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آئمہ فقہ قرأت نے وقف کی چار قسمیں بیان
ہیں۔ چنانچہ امام بدرالدین محمد بن عبد اللہ زکریا فرماتے ہیں۔

والوقف عند اکثر القراء ینقسم الی اربعۃ اقسام تام مختار،
کافی جائز، حسن مفہوم، قبیح متروک۔ فالتام هو الذی
لا یتعلق بشئی، عملاً بعدہ، فیحسن الوقف علیہ والابتداء بما بعدہ
والکافی منقطع فی اللفظ متعلق فی المعنی فیحسن الوقف علیہ والابتداء
ایضاً بما بعدہ فحوصرت علیکم امہاتکم ہا الوقف ثم یتبدئی
بما بعدہ الذ (البوعان فی علوم القرآن ص ۳۵) والحسن هو الذی
حصن الوقف علیہ ولا ینحسن الابتداء بعدہ۔ فی الاتقان فی
علوم القرآن للسیوطی مکرذا (ص ۸۶)

آئمہ فقہ کی تصریح کے پیش نظر آیت مذکورہ میں الفاظ مبارکہ علی النبی پر کسی
امام کے وقف کرنے کو کافی قرار دینے میں کوئی مضائقہ نظر نہیں آتا۔ لہذا
اس وقف میں حق نبی کہنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

غلام علی عفی عنہ
کتبہ بشیر احمد اشرفی نائب مفتی
شیخ الحدیث، شیخ الجامعہ جامعہ حنفیہ
دارالعلوم اشرف المدارس اوکاڑہ
دارالعلوم اشرف المدارس اوکاڑہ

۱۹ - ۸ - ۸۹



تصدیق
حضرت علامہ مولانا محمد حسن حقانی صاحب
نائب مہتمم دارالعلوم امجدیہ کراچی
لقد اصاب من اجاب
(محمد حسن حقانی)

نائب مہتمم دارالعلوم امجدیہ کراچی ۱۲ المحرم الحرام ۱۴۱۰ھ

تصدیق
حضرت علامہ جسٹس مفتی سید شجاعت علی قادری صاحب
جسٹس فیڈرل شریعت کورٹ
آف پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب ہو الموفق للصواب

سوال مذکورہ پڑھ کر مجھے افسوس ہوا کہ مسلمان کس طرح اپنی توانائیاں چھوٹی چھوٹی باتوں میں الجھ کر ضائع کرتے ہیں۔ میں تحقیق مسائل کے خلاف نہیں، لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اسی قسم کے مسائل کو تحقیق ہوتے ہوئے ان کی بنیادوں پر مستقل فرقے بن جاتے ہیں۔ جو آپس میں ایک دوسرے کی تضلیل، تبہیل اور تکفیر تک سے نہیں چوکتے۔

سچ تو یہ ہے کہ اگر میرے بعض جگہ دوست حکم نہ دیتے تو میں اس کے جواب کے لئے قلم نہ اٹھاتا، یہ سوال جس طرح پیش ہوا ہے اگر امر واقعہ یہ ہے کہ مسائل یہی کچھ پوچھا ہے اور اسی اندازے خشکی سے دریت کیا ہے۔ تو اس میں فرقہ واریت کی بو آتی ہے۔ اور یوں لگتا ہے جیسے اصل مقصود یہ پوچھنا نہیں ہے کہ تلاوت کلام کے درمیان سکنا میں بولنا جائز ہے یا نہیں، بلکہ اصل سوال "نعرۃ حق نبی" پر ہے۔ بلکہ کچھ لوگ مجھ سے دریافت بھی کر چکے ہیں کہ "یہ حق نبی" کہاں سے آگیا؟ سو پہلے اس کلمہ کے جواز کی بابت بتا دیتا ہوں۔ یہ ہم سب کا ایمان ہے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی اور رسول ہیں۔ اور اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں، مسلمان اس حقانیت کا اظہار کرنے کے لئے حق نبی کہتے ہیں۔ اس میں کیا چیز خلاف واقعہ ہے اور کون سا امر اس اظہار حقیقت کے لئے مانع ہے؟ اللہ حق ہے۔ اس کے رسول حق ہیں۔ جنت حق ہے۔ بلکہ دوزخ بھی حق ہے، صراط حق ہے، مرکز جی اٹھنا حق ہے۔ آخر اظہار عقیدہ پر قدغن کا کیا جواز ہے؟ علاوہ انہی

صیح بخاری شریف میں ہے !

النبیون حقٌ ومحمدٌ حقٌ والساعة حقٌ۔ ترجمہ: اور سب نبی حق ہیں۔ محمد حق ہیں اور قیامت ہے۔ (صحیح بخاری ۱۵۱/۱۵۱ باب تہجد دعوات، توجید، رہا اصل سوال کہ جو وقفہ قرأت قرآن کے درمیان قاری کرتا ہے۔ وہ قرأت کے حکم میں ہے۔ اور قرأت کے دوران استماع لازم ہے یعنی ہر قسم کا کلام ممنوع ہے۔ اس مسئلہ پر سب سے پہلے فقیر کی گفتگو ہے ہوتی تھی۔ علامہ نے

از خود ہی اس مسئلہ پر گفتگو کا آغاز فرمایا تھا۔ ان کا موقف یہی تھا کہ قاری کرام جو محافل میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور اس پر داد کے لئے یا خود اپنے جذبات کے اظہار کے لئے سامعین جو کلمات ادا کرتے ہیں۔ وہ ممنوع ہیں، کیونکہ یہ حکم "انصات" کی خلاف ورزی ہے۔ میں نے اس وقت بھی اسی رائے کا اظہار کیا تھا۔ اور اب بھی یہی رائے ہے کہ جب قاری قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہو تو درمیان وقفوں میں اللہ اکبر سبحان اللہ، حی اکمل اللہ، احسنم وغیرہ کلمات یا دعائیں طاعت کی ادائیگی نہ صرف جائز ہے بلکہ بعض صورتوں میں مستحسن ہے۔

در اصل مشرکین مکہ جب قرآن مجید کی تلاوت ہوتی تھی۔ تو شور و غوغا کرتے تھے تاکہ نہ خود سن سکیں اور نہ دوسروں کو سننے دیں، قرآن کریم میں مشرکین کا قول اس طرح نقل کیا گیا ہے۔

۱۔ وقال الذین کفروا لا تسمعوا لهذا القرآن والغوا فیہ

لعلکم تغلبون (حلیم السجہ ۲۶)

ترجمہ اور کافر بولے یہ قرآن نہ سنو اور اس میں بے ہودہ غل کرو، شاید

یوں ہی تم غالب آؤ! اس پر مسلمانوں کو حق تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ہوا

۲۔ وَاِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَاَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

(پ، س، اعتراف، آیت ۲۰۴)

ترجمہ: ”اور جب قرآن پڑھا جائے تو تم اس کو کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے“ ان دونوں آیات کو اگر سامنے رکھا جائے تو واضح مفہوم یہ سامنے آتا ہے کہ قرآن کو ادب و احترام خاموشی اور دل چسپی سے سنا جائے اس دوران فضول باتیں یا ایسی حرکات نہ کی جائیں جو قرآن کی طرف توجہ کے منافی ہوں۔ اب کلمات تخصیص کا ادا کرنا یا اپنے مثبت جذبات کا اظہار نہ کرنا نہ قرآن کریم کی آیت کے منافی ہے اور

نہ آیت پھر دورانِ قرأت خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم موقعِ عمل کی نسبت سے کلمات ادا فرماتے تھے۔

۳۔ حضرت خذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت اس طرح تھی۔

۴۔ یقرا مسترسلا اذا امر بایة فیہا تسبیح سبح واذ امر بسؤال سأل واذ امر بتعوذ تعوذ ثم رجع۔ سلم شریف باب تبویل القراءة فی الصلوة الیل ترجمہ: ”پھر پھر کہ قرأت کرتے تھے۔ جب کسی ایسی آیت پر پہنچتے جس میں تسبیح کا کلمہ ہوتا تو تسبیح کرتے اور جب سوال کی آیت پر پہنچتے تو سوال کرتے اور جب تعوذ پر پہنچتے تو تعوذ کرتے پھر رکوع فرماتے۔۔۔۔۔!!“

۵۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا قرأ سبح اسم ربك الاعلى قال سبحان ربی الاعلى

ردی الدین / مشکوٰۃ المصابیح۔ ط وزارت تعلیم اسلام آباد (س)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب

سبح اسم ربك الاعلى پڑھتے تو سبحان ربی الاعلى فرماتے تھے۔۔۔۔۔!

”مرقات“ میں ہے کہ امام شافعی کے نزدیک اس قسم کے کلمات تلاوت قرآن کے درمیانی وقفوں میں نماز اور خارج نماز دونوں میں امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک جائز ہیں۔ جبکہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز کے اندر ایسا کہنا جائز نہیں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ فقہ حنفی کی رو سے بھی دورانِ تلاوت سکوت میں خود قاری بھی دعائیہ کلمات ادا کر سکتا ہے اور جب قاری ادا کر سکتا ہے۔ تو سامع بھی ادا کر سکتا ہے۔ (مشکوٰۃ۔ ص ۷۷)

۶۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قوا منکم والتبین والتزیتون

فانتفی الی الیس اللہ با حکم الحاکمین فانتفی الی الیس ذالک بقادر

علی ان یتجبی الموتی فلیقل بلی ومن قوا والمسلات فلیقل قباع

حدیث بعدہ یومنون فلیقل امنایا اللہ (مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ۔ ص ۷۷)

ترجمہ: جو شخص تم میں سے سورۃ والتبین اور والتزیتون پڑھے اور

الیس اللہ با حکم الحاکمین تک پہنچے تو بلی وانا ذالک من الشا ص دین

کہے اور جودا قسم بیوم القیمۃ پڑھے اور الیس ذالک بقادر علی ان

یتجبی الموتی تک پہنچے تو بلی کہے اور جودا والمسلات پڑھے اور قبای

حدیث بعدہ یومنون تک پہنچے تو امنایا اللہ کہے۔

۷۔ عن جابر قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اصحابہ

فقرأ علیہ سورۃ الرحمن من اولہا وَاٰخِرُهَا فَسَكَتُوا فَقَالَ لَقَدْ قَرَأْتُهَا

على الجن ليلة الجن فكانوا من مسدوداً منكم كنت كلما اتيت
على قولهم فباتوا الآء وبما تكذبون قالوا لا بشئ من نعمك
سبنا نكذب ذلك الحمد رواه الترمذی وقال هذا حديث غریب
ترمذی حضرت جابر سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ کھلے پس ان صحابہ پر سورۃ الرحمن اول تا آخر
پڑھی۔ پس وہ سب خاموش رہے، پس آپ نے فرمایا پس میں نے اسے
جنت پر بلایا الجن میں پڑھا۔ پس وہ تم سے زیادہ اچھے تھے جواب دینے
کے اعتبار سے جب بھی فباتی پر پچھا۔ تو وہ کہتے، نہیں تیری نعمتوں میں کسی
چیز کے ساتھ ہم جھٹلاتے ہیں اور تیرے لئے ہی حمد ہے..... اس سے
معلوم ہوا کہ قرآن کریم کی تلاوت کے دوران سامعین کا مناسب جواب
دینا پسندیدہ عمل ہے اور جب صحابہ علیہم اجمعین نے یہ جواب نہ دیا تو
حضرت پیر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کو پسند نہ فرمایا۔

فقہاء کے ارشادات

وطحاوی حنفی فرماتے ہیں !
ویندب ذالک للمنفرد فیطلب الرحمة
وینتہز من النار عند ذکرهما ویتنفک فی آیۃ المثل کما فی النص
(طحاوی علی مراقی الفلاح / ۱۲۲، تبیین الحقائق / ۱۳۲/۱، عالمگیری /
منہ الخاق شرح بحر / ۳۴۳، شرح مسلم للنوادی / ۶۲/۲)
ترجمہ :- امد یہ منفرد کے لئے مندوب ہے، تو رحمت طلب کرے
اور جہنم سے پناہ مانگے جب جنت و دوزخ کا ذکر آئے، امد آیت میں
غور و فکر کرے، کما فی النص (فقط واللہ اعلم

سید شجاعت علی

۱۰۸۰۸۹

تصدیق

حضرت علامہ مولانا غلام رسول سعیدی صاحب
شارح مسلم شریف و شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ - کراچی
الجواب صحیح
غلام رسول سعیدی

تصدیق

حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب
صدر جمعیت علمائے پاکستان صوبہ سندھ
بسم اللہ الرحمن الرحیم : محمدہ و نصلی و سلم علی حبیبہ الکریم
”احقر نے فاضل ابن فاضل مفتی ابن مفتی حضرت علامہ صاحبزادہ ابوالخیر
محمد زبیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا تحریر کردہ فتویٰ چیدہ چیدہ مقامات
سے پڑھا، ماشاء اللہ! آیات طیبہ و احادیث صحیحہ نیز اقوال نفوس
زکیہ سے مزین پایا۔ دل سے بے ساختہ نکلا : ”اللہ کرے زور قلم اور زیادہ“
احقر موصوف کے لئے دعا گو ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ اپنے
حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ان کے علمی و عملی کاموں
میں برکت مرحمت فرمائے۔ آمین۔ الجواب صحیح و المجیب مصیب

احقر جمیل احمد نعیمی عفی عنہ

مورخہ ۲۵ ذوالحجہ ۱۴۰۵ھ

الموافق ۲۹ جولائی ۱۹۸۹ء



تصدیق

حضرت علامہ مولانا غلام محمد صاحب
مہتمم مفتی شمس العلوم کراچی
بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ و ما یحکمتہ الایہ کے درمیان وقف کی صورت میں سامعین کا
"حق نبی" کہنا جائز اور مستحسن ہے۔ حضرت علامہ صاحب صاحب جزا وہ
محمد زبیر زید مجاہد نے مفصلاً و مدلاً اس مسئلہ کی جو وضاحت فرمائی ہے
وہ کافی و دافی ہے۔ بندہ اس کی مکمل طور پر تائید کرتا ہے۔

حررہ :-

ابوالنظر غلام محمد عفی عنہ

۱۸ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ

مطابق ۲۲ جولائی ۱۹۸۹ء



تصدیق

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد رفیق حسنی صاحب
مہتمم مفتی جامعہ اسلامیہ گلزار حبیب کراچی

الجواب لفظ "حق نبی" مذکورہ آیت کے اختتام پر علی النبی کی مناسبت
سے کہنا مباح بلکہ دور حاضر میں مستحب ہے۔ اور آیت مبارکہ اذ انزلنا القرآن
الایہ کے منافی نہیں ہے۔ الحمد للہ حضرت صاحب جزا وہ ابوالخیر محمد زبیر صاحب
کا تحقیقی مقالہ میرے دل کی آواز ہے اس سلسلہ میں بعض علماء کا اس لفظ کے
کہنے سے روکنا عدم علم یا عناد اور ضد کی وجہ سے ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ میں

اس موضوع پر ایک مدلل فتویٰ لکھوں لیکن بجمہ تعالیٰ صاحب جزا وہ صاحب
نے میری خواہش پوری کر دی اللہ تعالیٰ ہمارے احباب علماء کو اتفاق اور
اتحاد عطا فرمائے آمین۔ میں اس فتویٰ کی تائید اور توثیق کرتے ہوئے
اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ صاحب جزا وہ صاحب کو اللہ تعالیٰ مزید دین
متین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد رفیق حسنی عفی عنہ

دارالافتاء جامعہ اسلامیہ گلزار حبیب

سولہ بانڈہ کراچی ۳۱/۹



تصدیق

حضرت علامہ مولانا ابوالمعالی غلام نبی صاحب
مہتمم مفتی دارالعلوم حامدیہ رضویہ کراچی

الجواب۔ لفظ "حق نبی" مذکورہ آیت کریمہ کے وقف کے وقت "حق نبی" کہنا
مباح اور مستحسن ہے۔ بالخصوص دور حاضرہ میں حق و باطل کے امتیاز کی علامت
بھی ہے۔ عموماً مشاہدہ میں آیا ہے کہ "حق نبی" کہنے والا امام ہو یا مقتدی اہلسنت
والجماعت سے ہوتے ہیں اور عدم جواز کے قائل یا سکوت اختیار کرنے والے
عقائد باطلہ اور کجروی پر ہوتے ہیں۔ جس سے عام مسلمان ایمان کو محفوظ کرتا ہے
اور ان کی اقتداء نہ کر کے اپنی صلوٰۃ ضائع نہیں کرتا۔ حضرت علامہ نے تحقیقی اور
تفصیل فتویٰ تحریر فرما کر اہلسنت والجماعت کی ترجمانی فرمائی ہے۔ بندہ کی دعا
ہے کہ مولاکریم بصدقہ حبیب حبیب علیہ وسلم حضرت علامہ مولانا ابوالخیر
محمد زبیر صاحب کے علم و عرفان میں اضافہ فرمائے۔ اور مزید دین متین کی

خدمت کرنے کی توفیق عطا فرماتے۔



فقیر ابوالمعالی غلام نبی عفی عنہ

تصدیق

حضرت علامہ مولانا غلام دستگیر افغانی صاحب

مہتمم جامعہ ضیاء العلوم کراچی

الجواب هو الموافق للحق الصواب

غلام دستگیر افغانی

۲۲ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ

مطابق ۱۹ اگست ۱۹۸۹ء



تصدیق

حضرت علامہ مولانا محمد اظہار احمد نعیمی صاحب

اعزازی خطیب جامع مسجد آرام باغ کراچی

الجواب صحیح

محمد اظہار نعیمی

اعزازی خطیب جامع مسجد آرام باغ کراچی

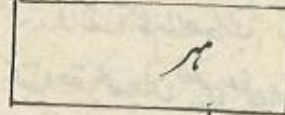
۵ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۸ اگست ۱۹۸۹ء

تصدیق

حضرت علامہ مولانا محمد اقبال حسین نعیمی صاحب

ناظم دارالعلوم نعیمیہ کراچی

حضرت علامہ صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر صاحب نے جو کچھ بھی تحریر فرمایا ہے۔ یہ فقیر اس کی تائید اور تصدیق کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں ترقی برکت عنایت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم



فقط محمد اقبال حسین نعیمی

تصدیق

حضرت علامہ پروفیسر منیب الرحمن صاحب

جنرل سیکریٹری دارالعلوم نعیمیہ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب صحیح والجبیب مصیب و مثاب

منیب الرحمن

جنرل سیکریٹری دارالعلوم نعیمیہ کراچی

۲ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ

تصدیق

حضرت علامہ مولانا محمد جان نعیمی صاحب

مہتمم و مفتی دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ بلیر کراچی

الجواب باسمہ سبحانہ و تعالیٰ -

”حق نبی“ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا دوران ان اللہ و ملائکتہ یصلون

علی النبی - جائزہ بلکہ امر مستحسن ہے۔ اس پر علامہ زہیر صاحب نے بڑی تحقیق کے ساتھ قرآن و حدیث اور اقوال فقہاء اسلام سے ثابت کیا ہے فقیر صاحب زادہ صاحب کے لئے دعا گو ہے کہ اللہ آپ کے علم میں مزید ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ احقر محمد جان نعیمی عفی عنہ

۱/۸/۸۹



تصدیق حضرت مولانا کوکب نورانی صاحب

خلف الرشید خطیب پاکستان علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ
اللہ رب محمد صلی علیہ وسلم

میرے والد گرامی حضرت مجدد مسک اہل سنت خطیب پاکستان علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ الباری کی رحلت کے بعد ۱۹۸۶ء میں ”خطیب پاکستان“ اپنے معاصرین کی نظر میں ایک وقیع اور مبسوط کتاب شائع ہوئی۔ اس کتاب میں جناب مولانا محمد اعظم سعیدی نے اپنی تحریر میں آیت شریفہ ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی الخ کے الفاظ علی النبی پر حقیقی، حق یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائے دل پذیر کے بارے میں میرے والد صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کے حوالے سے جو کچھ بیان کیا، اس کو موضوع بنا کر ایک صاحب نے کچھ اسی طرح کا ایک سوال نامہ چند ماہ پہلے مجھے بذریعہ ڈاک بھجوایا جس طرح کا حضرت صاحب زادہ مولانا ابوالخیر محمد زہیر صاحب کو بھیجا گیا۔ میرے پاس آنے والے سوال نامے

کالمب و اہجر بہت تند و تلخ ہے۔ تاہم اپنی بساط کے مطابق اس موضوع پر میں تحقیق میں مشغول تھا۔ اس دوران مجھے اپنی ایک کتاب کا مسودہ مکمل کرنا تھا۔ اور رسائل نے بھی یاد دہانی نہیں کروائی (ہو سکتا ہے وہ محض اپنی بھڑاس ہی نکالنا چاہتا ہو اور حقائق سے آگہی اس کا مقصد نہ ہو کیونکہ سوال نامہ بھی عام ڈاک سے ملا تھا ورنہ رجسٹرڈ پوسٹ بھیجا جاتا۔) اس لئے میں نے اپنی تحقیق جاری رکھی۔ کچھ اکابر علماء سے اس مسئلہ پر گفتگو بھی رہی۔ میرے علم میں حال ہی میں یہ بات بھی لائی گئی کہ

مذکورہ آیت شریفہ کے وقفے میں اس صدائے بارے میں دائے مختلف رکھتے ہیں میں نے بہت چالاکی سے بالمشافہ ملاقات میں تبادلہ خیال ہو جائے مگر کوششیں بسیار کے باوجود ایسا نہ ہو سکا آج حضرت صاحب زادہ ابوالخیر محمد زہیر صاحب کی میرے سامنے یہ پہلی تحقیقی تحریر ہے جس پر مجھ کو علم و کم فہم کی دائے طلب کی گئی ہے۔ مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ میرے فرزند صاحب زادہ ابوالخیر محمد زہیر صاحب نے اپنے فاضل جلیل والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کی مسند افتار کو پھر آباد کیا ہے۔ صاحب زادہ صاحب شعلہ نوا خطیب ہیں۔ اس تحریر میں علم و ادب کی جلوہ سامانیاں ان کی دیگر خصوصیات کو متعارف کروا رہی ہیں۔ اللہم زد قذو بادک فیہ

اپنی یادداشت کے مطابق عرض گزار ہوں کہ ۱۹۵۲ء کی تحریک ختم نبوت میں میرے والد صاحب پورے ضلع منٹگری (ساہیوال) میں تحریک کے قائد تھے تا دیانی دجال کے کسی پروکار نے آیت شریفہ مذکورہ میں ”علی النبی“ کے الفاظ کے بعد کوئی لفظ کہنا ایجا کیا تھا۔ جو میرے حافظے میں صحت کے ساتھ محفوظ نہیں ہے۔ میرے والد صاحب قبلہ (علیہ الرحمۃ) نے اس کے رد میں

اپنے عقیدہٴ نبوت کے بر ملا اعلان کے لئے "حق نبی" صلی اللہ علیہ وسلم کا صدائے گائی شروع کی جسے سنے والوں نے بھی اپنا لیا۔ صوبہ پنجاب میں ہر دعا میں آیت شریفہ مذکورہ نہیں پڑھی جاتی جب کہ کراچی میں قریباً ہر دعا میں اس آیت شریفہ کا پڑھا جانا بھی علاماتِ اہلسنت سے ہے۔ چنانچہ یہاں سنی احباب نے والد صاحب قبلہ کے ان الفاظ کو دہراناموں بنایا حیرت ہے کہ وہ اٹھائیس انتیس برس کراچی میں رہے مگر کسی نے اعتراض نہیں کیا اور اب ۱۹۸۹ء میں اسے موضوع بنا کر شاید کوئی نیا نزاع پیدا کیا جانے لگا ہے۔ بہر حال سوال کے جواب میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے خوب لکھا ہے اور دلائل و براہین سے اپنی تحریر کو بہت دقیق بنایا ہے۔ اس خام اہل سنت کو اس صدا کے مانعین کے اعتراض پر ان (مانعین) کے دلائل سے فی الحال آگہی نہیں ہوئی۔ محض انصاف اور استماع پر صاحبزادہ ابوالخیر صاحب کا جواب کافی ہے۔ جانے کیوں یہ خیال ہو رہا ہے کہ صدائے "حق نبی" کے مانعین کہیں اس بہانے سے کوئی اور برا مقصد حل کرنے کا ارادہ نہ کر رہے ہوں؟ اگر وہ اس پوری آیت کے بعد تشریف کی صدائے وجد آفریں کے خلاف کوئی ارادہ بدرکھتے ہیں تو یہ ان کی حماقت ہوگی۔ اگر اس کے سوا کوئی اور بھی ان کی خواہش بد ہے۔ تو یہ ان کا نصیب ہے، خوتے بد را بہانہ بسیار۔ اللہ کریم جل شانہ بھی اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر رفیع کو کثرت سے کرنے اور اس ذکر رفیع کی بدولت اپنے بخت بلند کرنے کی اور زیادہ ہمت استعداد اور توفیق و سعادت سے نوازے۔ حضرت صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر صاحب کے لئے علم نافع اور عمل صالح میں ترقی و برکت اور اس کے ذریعے

خلق خدا کی بھلائی کا بارگاہ رب العالمین جل مجدہ الکریم میں یہ فقیر عرض گزار ہے۔ اور اپنے لئے ان سے خاتمہ بالخیر کی دعاؤں کا طالب۔ دنیا یوم چند آخر با خدا۔

عبد النبی الرفیع غفرلہ السبیح، کوکب نورانی را احمد صلی اللہ علیہ وسلم شفیع (اوکاڑوی غفرلہ)

المرقوم: یکم محرم الحرام ۱۴۱۰ھ

تصدیق
حضرت علامہ مفتی محمد صالح صاحب نعیمی
مفتی جامعہ نعیمیہ منظور اسلام لاہور کا نہ
قد اصاب فیما اجاب المحذر
انا المصدق محمد صالح نعیمی

مہر

تصدیق
حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم شرف قادری
مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ - لاہور

۶۸۴
۹۲
محترم و مکرم حضرت علامہ مولانا محمد زبیر صاحب زبیر لطفہ
اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا فتویٰ موصول ہوا۔ اسے پڑھ کر راقم اس نتیجے تک پہنچا ہے کہ نماز کے باہر تلاوت قرآن کریم کے وقفے کے درمیان کلام مجید کی تائید میں کچھ کلمات کہے جا سکتے ہیں

والسلام

محمد عبدالحکیم شرف قادری ۸۹-۸-۲۹

تصدیق

حضرت مولانا سید افسر علی شاہ صاحب

خطیب مکہ مسجد کھاتہ چوک حیدر آباد
الجواب صحیح والمجیب مصیب

سید افسر علی شاہ

تصدیق

حضرت مولانا محمد رمضان چشتی صاحب ملنگ بابا

خطیب نورانی مسجد چھوٹی گلی حیدر آباد

الجواب صحیح والمجیب مصیب

محمد رمضان چشتی صابری

تصدیق

حضرت مولانا ممتاز احمد عتیقی صاحب

نوشہ، رضویہ جامعہ مسجد لبر اسکوائر کوٹری

جناب مفتی مدقق و محقق نے جو کچھ لکھا ہے۔ احقر کا اس سے پورا پورا اتفاق ہے۔

ممتاز احمد عتیقی

تصدیق

حضرت مولانا مفتی عبد اللطیف صاحب ٹھٹوی
قاضی شہر ٹھٹہ مفتی و خطیب جامع مسجد شاہجہانی ٹھٹہ

بسم الله الرحمن الرحيم

والله المستعان على ما تصفون

فقیر سے سوال پوچھا گیا ہے کہ ہمارے یہاں مساجد میں یہ رواج چلا ہے۔ کہ وہاں جب جمعہ نماز ادا کی جاتی ہے تو خطیب جب آخری خطبہ میں ان الله و ملائكتہ يصلون علی النبی تک پہنچتا ہے تو جماعت کے عشاق سامعین بڑے جذبے محبت اور اخلاص عقیدت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم شریف کو سن کر "حق نبی" یا "حق حیات النبی" بلند آواز سے کہتے ہیں۔ واللہ الناس فی ما یعشقون مذاہب یہ تو ولولہ اور عشق کی باتیں ہیں۔ عاشقوں کے محبت اور عشق کے اظہار کے لئے جدا جدا طریقے ہیں اس کے لئے لوگوں کو کتنا بھی ہم روکیں گے تو بھی وہ اپنے جذبہ محبت اور عشق کی جدوجہد کے اظہار کے لئے نہیں روکیں گے۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔ لَا یُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ

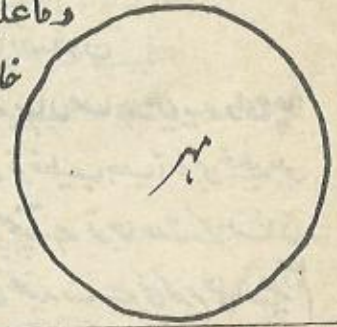
إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ وَوَالِدَيْهِ وَوَلَدَيْهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ جس کے معنی یہ

ہیں۔ کہ مومن کا ایمان جب کامل اور قبول ہوتا ہے۔ جب آقا کی محبت اس

کے پاس اپنی جان اور اپنے والدین اور اولاد اور سب احباب و اقارب اور سب آدمیوں سے زیادہ ہو۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ آنحضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں محبت کا زیادہ میں زیادہ ہونا اول شرط ہے۔ اب ثابت ہوا کہ یہ عشاق لوگوں کا اسم الغیبی صلی اللہ علیہ وسلم پر "حق نبی" یا "حق حیات الغیبی" کہنا ہے جہاں نہیں بلکہ مستحسن اور افضل اور مستحب ہے۔ اب معلوم ہوا کہ ان کا اعتراض سراسر غلط اور عناد سے بھرا ہوا ہے۔ ہم اپنے عشق اور محبت کا اظہار اگر ان الفاظ سے کرتے ہیں تو یہ ہمارے ایمان کی عقیدت اور صداقت کا اول دلیل ہے۔

وما علینا الا البلاغ

خادم الاسلام:- فقیر عبد اللطیف عفا عنہ
مفتی و خطیب جامع مسجد
شاہ جہانی ٹھٹھہ شریف
۳۰/۸/۸۹



تصدیق

حضرت علامہ مولانا مفتی غلام قادر صاحب کشمیری
مفتی کشمیر مہتمم دارالعلوم محمدیہ کراچی

فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی ابوالخیر صاحبزادہ محمد زبیر صاحب نقشبندی مدظلہ العالی نے آیۃ صلوٰۃ کے اختتام پر "حق نبی" بالجہر کہنا جس موثر و مدلل انداز میں جائز و مستحسن ثابت کیا ہے۔ حق و صداقت پر مبنی ہے۔ فقیر کیلئے اس کی تائید و تصدیق باعث صداقت و افتخار ہے۔ اللہ تعالیٰ عجیب موصوف

کو اجر عظیم مرحمت فرمائے۔

فقیر غلام قادر صاحب کشمیری دارالعلوم محمدیہ

ماڈل کالونی کراچی ۷۷

۳۱ جولائی ۱۹۸۹ء



تصدیق

حضرت علامہ مولانا قاری عبد الرزاق صاحب

حال انس مہتمم رکن الاسلام جامعہ مجددیہ آزاد میڈن بیر آباد

الجواب صحیح

والجیب مصیب

عبد الرزاق ڈسٹرکٹ خطیب

حیدر آباد سندھ

۱۷ جولائی

۱۹۸۹ء

تصدیق

حضرت علامہ مولانا محمود احمد صدیقی صاحب کشمیری

حال شیخ الحدیث رکن الاسلام جامعہ مجددیہ آزاد میڈن بیر آباد حیدر آباد

ہذا حق و صواب

والجیب ماجور علیہ و مثاب

محمود احمد صدیقی

تصدیق
حضرت مولانا مفتی محمد الطیف صاحب
مفتی رکن الاسلام جامعہ مجددیہ حیدرآباد

نحمدہ ونصلی وسلم علی رسولہ الکریم بسم اللہ الرحمن الرحیم
یہ فروعی مسئلہ اپنے جواز کے اعتبار سے اتنا واضح ہے کہ عرصہ دراز سے
یہاں اس پر عمل ہونے کے باوجود کسی ذی علم نے اختلاف نہ کیا۔ مگر حال ہی
میں اس پر اٹھائے گئے شبہات عین ممکن تھا کہ آئندہ ایک مستقل تناؤ کی
صورت اختیار کر جاتے کہ فاضل اجل حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ نے
بروقت تمام شبہات لاحقہ کو براہین ساطعہ سے اس طرح حل فرمادیا ہے
کہ کسی حق پسند طبیعت کو انکار کی گنجائش نہیں رہی۔ اول تو فقہاء کے اس
ضابطہ کو اگر پیش نظر رکھا جائے کہ حمل فعل المسلم علی الصلحۃ والحمل
واجب ما امکن (المبسوط از امام سرخسی ص ۲۷) یعنی مسلمان کے فعل کو
حتی الامکان صحت اور جواز پر محمول کرنا واجب ہے۔ تو مسلمانوں کی
کثیر تعداد اس فعل کو بھی جواز پر محمول کرنا ضروری ہوگا۔ اس کے علاوہ
میری نظر میں ان اللہ وملتکنتہ الایہ کے پڑھنے کے دوران "حق نبی"
کہنے کے جواز پر ایک اور دلیل بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ — آیات قرآنی
کا پڑھنا اگر بطور ثنا و دعا ہو یا محض ذکر کی نیت سے ہو۔ یا تعلیم و تعلم
مقصود ہو۔ یا بطور تبرک افتتاح کلام ہو یا کلمات کی ادائیگی شکر یا صبر کے
اظہار کے لئے ہو تو ان سب صورتوں میں قرأت قرآن کے احکام لاگو نہیں
ہوتے۔ اس کی متعدد مثالیں کتب فقہ میں موجود ہیں جیسے
(۱) قرأت سے پہلے تعوذ سنت ہے مگر جہاں قصد قرأت نہ ہو

تعوذ کی ضرورت نہیں۔

"وحاصلہ انہ اذا ارادہ ان یأتی بشئ من القرآن کالبسملة
والحمد لہ فان قصد بہ القرآن تعوذ قبلہ والافلاک لوائق
بالبسملة فی افتتاح القرآن کالتلمیذ حین یسئل فی اول درسہ
للعلم فلا یلعوذ وکما لو قصد بالحمد لہ الشکر (رد المحتار ص ۵۷)
(۲) سورتوں کو ترتیب سے پڑھنا واجبات تلاوت میں سے ہے۔ خلاف
ترتیب پڑھنا فقہانے حرام تک لکھا مگر بچوں کو خلاف ترتیب پڑھنا پڑھانا
جائز ہے کہ یہاں مقصود تعلیم و تعلم ہے۔ قرأت نہیں۔ علامہ شامی فرماتے
ہیں —

ان ترتیب السور فی القرآنا من واجبات التلاوة انما جوز
للمصغار تسهیلًا لضرورة التعليم (ص ۵۸)

(۳) سورہ فاتحہ نماز جنازہ میں پڑھنا مکروہ ہے مگر ثنا کی نیت سے
جائز۔ "لو قصد بالفتحة الثنای الجنائزۃ لم یکرہ (رد مختار)

(۴) دعائے قنوت کی جگہ سورۃ الاخلاص پڑھ لی تو وتر کی نماز صحیح
ہو جائے گی۔ کیونکہ وہاں بطور قرأت نہ ہوگی بلکہ بطور ذکر و دعا ہوگی
(فتاویٰ رضویہ)
(قال العلامة القاری کل دعاء ذکر وکل ذکر دعاء) قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الدعاء الحمد لله (رواہ الترمذی)

(۵) جنب، حائض، اور نفسا کہ جنہیں تلاوت قرآن حرام ہے۔ اگر
بطور ذکر و دعا کے پوری آیت الکرسی یا سورہ فاتحہ بھی پڑھ لیں تو
اصح الروایات کے مطابق جائز ہوگا اور تسبیہ میں تو سب کا اتفاق ہے
"واما اذا قرأہ علی قصد الثنا وافتتاح امر لا یمنع فی

اصح الروایات وفي التسمیة اتفاق کذا فی الخلاصة وفي العیون
لهذا مذکورة آیت اگر بطور ثناء و دعا پڑھی جائے (اور ہاتھ اٹھا کر پڑھنا
خود قرینہ ہے کہ یہاں قرأت کی نیت نہیں بلکہ ثناء و دعا مراد ہے) تو قرأت
کے مذکورہ احکام جن کو اعتراضات کی بنیاد بنایا گیا ہے باقی ہی نہیں
رہتے۔ - هذا ما عندی واللہ ورسولہ اعلم بالصواب -

عبد اللطیف ایم - لے

شعبۂ افتاء دکن الاسلام جامعہ مجددیہ
چیدر آباد

تصدیق

حضرت علامہ مفتی غلام محمد قادری صاحب

مہتمم دارالعلوم جامعہ غوثیہ رضویہ انوار باہر کوئٹہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم بحمدہ وفضلہ وسلم علی رسولہ الکریم

اما بعد فقیر نے جواب انداول تا آخر مختلف جگہوں سے پڑھا جزئیات
کو صحیح اور درست پایا بفضلہ تعالیٰ فاضل اجل حضرت علامہ مفتی
محمد زبیر سلمہ الصمد نے جواب بالصواب اور مدلل تحریر فرمائی ہے۔ سلیم
الطبع کے لئے کافی و شافی ہے رہا کچھ فہم اس کے لئے مفہیم کتاب بھی نا کافی
ہے۔ واللہ اعلم بالصواب -

فقط الراقم ابو احمد رضا مفتی غلام محمد

القادری القاسمی عفی عنہ

مہتمم اعلیٰ دارالعلوم جامعہ غوثیہ رضویہ

انوار باہر وحدت کالونی کوئٹہ بلوچستان

۲۰۰۶۰۸۹



تصدیق

حضرت علامہ مولانا حبیب احمد نقشبندی صاحب

مہتمم جامعہ اسلامیہ نوریہ کوئٹہ

باسمہ تعالیٰ حامداً و مصلياً

مسئلہ ہذا میں جس مسئلہ کسائل نے بنیاد بنا کر اعتراض کیا ہے وہ نہایت
رکیک اور ناقابل توجہ ہے۔ تاہم الحمد للہ فاضل نوجوان علامہ صاحبزادہ
ابوالخیر محمد زبیر صاحب نے دلائل قاضی سے اس کو صہاء منشوراً
بنادیا ہے۔ اور یہ بات اظہر من الشمس ہرگز کہ آیت مبارکہ متعارفہ کے
دوران وقف نام پاک صاحب لولاک صلوات اللہ علیہ وسلم و رد جان
بنانا امر تحسن و عمل مبارک ہے۔ جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل
کان زهوقاً

المصدق حبیب احمد نقشبندی

مہتمم جامعہ اسلامیہ نوریہ منوجان روڈ حدہ کوئٹہ بلوچستان

تاریخ

۱۴ ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ

مہر

تصدیق

حضرت علامہ مولانا محمد قاسم صاحب

مہتمم دارالعلوم غوثیہ نوریہ کوئٹہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم بحمدہ وفضلہ وسلم علی رسولہ الکریم

معتزف کا اعتراض و اختلاف صرف عناد پر مبنی اور تنگ نظری و تعصب
دینی پر مبنی ہے۔ کہ جہاں نبی یا تعریف نبی سکندر اعتراض کرنا تو ایسے متعصب

گروہ کے لئے ہم صرت دعا کر سکتے ہیں کہ اللہ ان کو ہدایت نصیب کرے۔ باقی رہا اس مسئلہ کا تحقیقی جواب تو الحمد للہ صاحب زادہ صاحب نے اس میں کوئی شک نہیں چھوڑی۔ قد اصاب من اجاب کے مطابق قرآن و حدیث اور فقہائے اقوال زریں سے صحیح جواب دیا ہے۔ فقط راقم الحروف

فقیر حقیر محمد قاسم عفی عنہ ما کانہ منہ
مہتمم دارالعلوم غوثیہ نورانی

تصدیق
حضرت علامہ مولانا برکت علی صاحب
مہتمم بحر العلوم کوئٹہ

الجواب صحیح من کل الوجوہ

والمجیب مصیب

مولانا برکت علی مہتمم بحر العلوم
ضلع کچھی تحصیل ڈھاڈر

تصدیق
حضرت قبلہ پیر محمد امجدی مہتمم جان صاحب سرہندی مجذبی
صدر جمعیت العلماء ضلع تھریالہ کر سندھ
هو

مسند مسطورہ بالا میں جو جناب مولانا ابو الحسین محمد زبیر سلمہ ربہ و عافاہ
و من کل مکروہ و قاہ نے تحریر فرمایا ہے۔ وہ حق ہے۔ ان اللہ و ملکتہ

یصلون علی النبی اس مقام پر نبی پاک لفظ شکہ (غیر نماز میں) جو عشاق فوط
محبت سے بے تاب ہو کر بیساختہ حق نبی کا نعرہ بلند کریں۔ ان کی اس عاشقانہ
ادا کو کون ہے جو ناپسندید کہے۔ بیخاکہ ربیب حق نبی کہنا حق ہے۔

والسلام عبدہ محمد ابراہیم عفا عنہ

مجدد یہ سرہندی صدر جمعیت العلماء

ضلع تھریالہ کر سندھ

مہر

تصدیق
حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ محمد علی نورانی صاحب
مہتمم و مفتی دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور (اوکاڑہ)

۷۸۶

فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی ابوالخیر محمد زبیر صاحب زید مجدہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

دوران وقف "حق نبی" کہنے کے جواز پر آپ کا فتویٰ موصول ہوا۔ اسے دلائل
و براہین سے مزین پایا۔ بلاشبہ آپ نے تحقیق کا حق ادا کر دیا۔

فجناکم اللہ احسن الجنات

هذا الجواب عین الصواب والمجیب بفضل اللہ تعالیٰ
مہیب و مثاب ومن ادعی الخلاف فعلیس البیان بالبنیان

محمد حبیب اللہ
۴ ستمبر ۱۳۹۹ھ

قدیم فتویٰ
اس

حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب قادری برکاتی علیہ

(نوٹ) حیدر آباد میں اہل سنت والجماعت کے ایک مقتدر عالم حضرت
علامہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کا اسہی مسئلہ پر
چودہ سال پرانا فتویٰ بھی مولانا شرف الدین قادری صاحب نے عنایت فرمایا
جو ان کے شکریہ کے ساتھ اس کتاب میں شامل کیا جا رہا ہے۔ اس قدیم فتویٰ
میں "حق نبی" کے جواز پر اعتراض کرنے والوں کے لئے مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
نے جو سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ وہ مفتی صاحب کے ماننے والوں کے
لئے حجت قاطعہ ہیں۔

استفتاء

۷۸۶

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ
جب آیہ کریمہ ان اللہ و ملائکتہ الخ پڑھی جاتی ہے اور یصلون علی النبی
پر پڑھنے والا وقف کرتا ہے تو مقتدی "حق نبی" کہتے ہیں۔ اس پر بعض لوگ

اعتراف کرتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہوئے کہ یہ بھی حق ہیں باقی دوسرے حق نہیں۔
لہذا اس بارے میں حکم شرع سے مطلع فرمائیں۔ فقط بینوا توجروا

شرف الدین ۲۵/۵

لطیف آباد حیدر آباد

جواب

۸۶ جواب یہ اور اس قسم کے دوسرے مہمل اعتراضات کرنے والا
یا تو دہلی ہے یا دہلیوں کی صحبت سے متاثر۔ کتب عقائد میں ہزار جگہ مذکور
ہے۔ القرآن حق والقیامۃ حق والصراط حق۔ تو کیا حق صرف ان میں
سے کسی ایک میں منحصر ہے باقی سب ناحق۔ یہ محض جہالت ہے۔
مولیٰ عزوجل اپنی پناہ میں رکھے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی عفی عنہ

ار شعبان

